

کتاب ہذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

☆ نام کتاب: روحانی سفر

☆ مصنف: حضرت سید ناریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی

☆ ناشر: سرفروش پبلیکیشن پاکستان

کمپوزنگ یا پرنٹنگ کی کسی بھی غلطی کیلئے پیشگی معدورت خواہ ہیں
غلطیوں کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حضراتِ محترم! کائنات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے وقاً فتاہدایت کے لئے پہلے قوبنی بھیجی اور نبی الاخزمال احمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کیسا تھا ہی نبوت کے دروازے بند کر دیئے۔ اس کے بعد سرکار کی ظاہری باطنی تعلیمات کی روشنی میں خلافے راشدین، امام الواصلین، مقتدی الامالین کا دور شروع ہوتا ہے جو امت کی رہبری فرماتے ہیں اسکے بعد ولایت کا دور شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔

ہر دور میں امت کی رہبری و اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندے مبعوث کرتا ہے۔ جو اپنے ظاہری و باطنی تصرفات کے ذریعہ امت کے بھٹکے لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ ابتداء میں تو اکثر بندے دنیا سے ناطق توڑ کر اپنے حقیقی رب سے ناطے جوڑنے دنیا سے دور عبادات، ریاضات، مجاہدات کے لئے جنگلوں میں نکل جاتے ہیں۔ تاکہ دنیا کوئی عمل ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے ان میں بعض تو اسی کے حصول میں اپنی زندگی جنگلوں کی نذر کر جاتے ہیں اور کچھ خاص بندوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ تکمیل کے بعد شہروں میں خلق خدا کو ظاہری و باطنی فیض پہنچانے کے لئے تعینات فرمادیتا ہے۔ تکمیل کے بعد جب بندہ کسی بندے پر کامل نگاہ ڈالتا ہے تو اس کی تقدیر بدل ڈالتا ہے۔ انہی اللہ کے بندوں میں انہم سرفروشان اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ حضرت سیدnar یا ض احمد گوہر شاہی مذکولہ العالی بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ روانیت کے حصول اور تکمیل کے لئے جنگلوں میں گزارا اور جب خلق خدا کو فیض پہنچانے پر تعینات کئے گئے تو محض عرصے میں بیشم رخواتین و حضرات کی زندگی میں انقلاب ہی نہیں بلکہ مردہ قلوب کو ایک ہی قلندر ان کامل نگاہ کے ذریعہ زندہ کر کے ذکر اللہ میں جاری و ساری کرڈا۔ قصہ مختصر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حاضر نظر تباہچہ میں قبلہ عالم حضرت سیدnar یا ض احمد گوہر شاہی مذکولہ العالی نے ہماری دیرینہ خواہش اور بے حد اصرار پر اپنی روانیت کے حصول پر مبنی اپنی یاد اشتنیں محفوظ کرائیں اور تاکہ طالبین حق اور معتقدین اسے پڑھ کر رہنمائی ہی نہیں بلکہ اس سے صحیح معنوں میں مستفیض ہو سکیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت سیدnar یا ض احمد گوہر شاہی مذکولہ العالی کو عمر دراز عطا فرمائے اور تادیریان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم فرمائے اور ہمیں ان سے صحیح معنوں میں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالملین

صدر و مرکزی ناظم اعلیٰ

علمی روحانی تحریک انہم سرفروشان اسلام رحمڑ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جب سن بلوغت کو پہنچا تو فقیری کا شوق انتہا کو پہنچ چکا تھا لیکن سیرابی کسی طریقہ سے نہ ہو رہی تھی۔ دن رات بابا گوہر علی شاہ کے مزار پر بیٹھا درود شریف پڑھتا رہتا۔ جتنے زوال پڑھے جاسکتے پڑھ لیتا تجدبی پڑھتا لیکن جس راستے کی تلاش تھی اس کا نام و نشان نہ ملتا۔

ہماری برادری کے ایک پولیس اسپکٹر جو پیر صاحب آف دیول شریف کے مرید تھے مجھے مشورہ دیا کہ یہ راستہ بغیر مرشد کے طے نہیں ہو سکتا، پہلے کسی کا دامن پکڑوا اور میں پیر صاحب آف دیول شریف سے بیعت ہو گیا انہوں نے نماز پڑھنے کی تائید کی اور ایک تسبیح اللہ ہو پڑھنے کی بتائی اور جب بھی تہائی ملتی اللہ ہو پڑھتا رہتا تقریباً ایک سال بعد نماز میں بھی ختم ہو گئیں اور وہ اللہ ہو بھی بے کیف رہ گیا، اپنے آپ کو کوہو کے بیل کی طرح پایا جو سارا دن پٹی باندھے سفر کرتا رہتا۔ سمجھا بہت دو روز پہنچ گیا ہوں جب پٹی کھلی تو وہ میں موجود تھا، اب پیر صاحب سے بدگمانی ہونے لگی۔ ان کے باقی مریدوں سے ملاؤں پائچ کوئی چھ سال سے ان کے مرید تھے۔ طوطے کی طرح اللہ ہو پڑھتے رہتے لیکن کسی کو محفل حضوری نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی ذکر قلب تک پہنچا۔ البتہ وہ نمازو زد کے پابند ہو گئے تھے۔ پیر صاحب سے بیت توڑنے کو کہا۔ کہنے لگے لگی بیت کیوں توڑتا ہے۔ میں نے کہا میری پیاس نہیں بھی اور اب گولاڑہ شریف میں قسمت آزمانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا قادری مرید پیشی سلسلہ سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا میری قسمت اور بیت ٹوٹ گئی۔ اب گولاڑہ شریف صاحبزادہ معین الدین صاحب سے بیت ہوا۔ انہوں نے نماز کے ساتھ ایک تسبیح درود شریف کی بتائی۔ میں نے کہا کوئی ایسی عبادت بتائیں جو میں ہر وقت کر سکوں۔ بقول اس آیت کے کہ جب نماز پڑھنا ہو میرے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ اٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ کروٹیں لیتے بھی انہوں نے کتوں زمانے میں ایسی بات کرتا ہے ایسے طالب ختم ہو گئے۔ جانماز پڑھنا ہوں سے تو بکر۔ ایک تسبیح روزانہ درود شریف پڑھا کر، ماں باپ کی خدمت کر رزق حلال کھا اور ہمارے آستانے میں بھی حاضری دیا کر۔ بس یہی کافی ہے میں نے کہانماز بھی پڑھتا ہوں۔ درود شریف کی بھی کئی تسبیحیں پڑھتا ہوں لیکن پیاس نہیں بھتی۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور بے رخی سے دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد آستانے سے اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے یہی سمجھا کہ ان کے پاس بھی ظاہری لبادہ ہے ورنہ طالب سے اس طرح کوئی بے رخی نہیں کرتا اور پیٹھے ہی پیٹھے وہاں سے بھی بیت ٹوٹ گئی۔

اب میں ہر وقت پر یثان رہتا کہ کوئی ایسا ہر مل جائے جس سے سکون قلب میسر ہو۔ میرے ایک دوست جو تصوف سے کچھ واقفیت رکھتے تھے مجھے ایک دوست کے پاس لے گئے وہ درویش لمبا چونہ پہننے ہوئے تھا۔ جب ہم وہاں پہنچنے والے گرام دودھ کے گلاس پیش کئے۔ کچھ امید قائم ہو گئی تھوڑی دیر تک فقیری کی باتیں ہوتی رہیں منزل سامنے نظر آنے لگی۔ اتنے میں انکے غیفہ نے حد آگے بڑھایا۔ فقیر نے لمبے کش لگائے اور چرس کی بوسارے کمرے میں پچھلیں گئی۔ میں جلدی جلدی کمرے سے باہر نکلیں۔ وہ دوست بھی پیچھے پہنچ گیا اور سمجھا نے لگا کہ ان فقیر وہ کی اپنی اپنی رمزیں ہوتی ہیں۔ یہ جس ان کے لئے حلال ہے بلکہ جس کو یہ پلا دیں اس کا بھی پیٹا پار ہے۔ میں نے کہا نہ ہر امام ہے اور مجھے اس کی بوئے نفرت ہے۔ جب خانمازوں، روزوں اور تسبیحوں سے نہ ملا تو چرس پینے سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ اس نے ایک شعر پڑھا

اللّٰهُ اللّٰهُ كرْنَے سے اللّٰهُ نہیں ملت
اللّٰهُ واَلَے میں جو اللّٰهُ سے ملا دیتے میں
بلکہ ایک ہی کش سے پہنچا دیتے میں
میں نے کہا میر ادل گواہی نہیں دیتا کہ یہ اللہ والا ہے۔ اس نے کہا پھر تیری قسمت ہی خراب ہے۔

کچھ دنوں کے بعد نواب شاہ سے ایک رشتہ دار آگئے۔ ان سے تفصیلی بات ہوئی انہوں نے کہا کیا خبر تیری قسمت میں کامیابی ہے یا نہیں، خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہا ہے تو جام دامتار کے دربار پر چلا جا۔ وہ زندہ پیر میں تھے اپنی مہم کا شارہ ہو جائے گا۔ میں جام دامتار کے دربار پر پہنچا۔ معمرات کا دن تھا۔ رقصائیں سندھی زبان میں کچھ پڑھ کر ناچ رہی تھیں۔ سب زائرین بچے، جوان، بوڑھے ان ہی کی طرف متوجہ تھے، میں نے عشاء کی نماز پڑھی کچھ نوافل پڑھے اور تھکن کی وجہ سے جلدی نیند آگئی رات کا کوئی حصہ تھا، کبھی نے مجھے جگایا۔ کھانا ایک بزرگ سامنے کھڑے تھے۔ ان کے قریب دو آدمی اور بھی تھے جو صرف ایک ایک دھوتی پہنے ہوئے تھے۔ بزرگ نے کہا ان کے ساتھ جاؤ اور مسوائیں کاٹ لاؤ۔ میں ان کے دو آدمیوں کے ساتھ قریبی جنگل میں چلا گیا اور جھال کی مسوائیں توڑنے لگا۔ تھوڑی دیر میں سیرہ واپسی کی لکڑیاں اٹھی کر لیں۔ دوسرا ساتھی مجھ سے زیادہ توڑ چکے تھے۔ کہنے لگے انہیں اٹھاؤ اب واپس چلتے ہیں، انہوں نے فوراً اٹھا لیں۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن اٹھانے سکا۔ حیران تھا کہ دو من کی بوری اٹھالیتا ہوں لیکن یہ معمولی ساوزن کیوں نہیں اٹھ رہا۔ میری پریشانی پر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے مرشدتو ہے نہیں اور فقر کے لئے نکل پڑا۔ یہ کہہ کروہ چلے گئے اور میں نے اپنی ناکامی کا اشارہ پا کر بھی واپس لوٹانہ چاہا۔ سو چامر شداب کو حواری کا بھی نہیں تھا وہ کیسے کامیاب ہوئے جب گھر سے نکل پڑا تو پوری قسمت آزمائے اور درود شریف پڑھتا ہوا آگے کی طرف جنگل ہی جنگل میں چل پڑا۔ منزل کا پتہ کہ جہاں جانا ہے بس دل میں یہی بات ہے کہ جہاں بھی جائے گا زمین اسی رب کی ہے جس کی تلاش میں نکال سات آٹھو سو کمی روٹیاں میرے پاس ہیں جو تے قیض، بنیان اتار کر پھینک دیئے، کمر میں ایک دھوتی ہے اور قرآن مجید گلے میں لٹکا ہوا ہے کئی دن سے سفر جاری ہے۔ کسی جگہ نماز پڑھی جا رہی ہے کسی جگہ نوافل ادا ہو رہے ہیں اور کسی جگہ تلاوت کی جا رہی ہے۔ بھوک کا نام و نشان مٹ گیا۔ عادتاً دو چار نواں لوکھی روٹی کے چالیتا ہوں۔ عجَبِ مستی ہے سمجھتا ہوں کہ فقیر بن گیا۔ آزمائش کے لئے چڑیوں کو حکم دیتا ہوں۔ ادھر آؤ۔ وہ نہیں آتیں۔ پھر کہتا ہوں اچھا مر جاؤ۔ وہ نہیں مرتیں پھر سمجھتا ہوں کہ ابھی فقر ادھورا ہے۔

آج عصر کی نماز کے بعد جب سفر شروع ہوا تو ایک گدھامیرے بائیں جانب میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ میں نے اسے نظر انداز کر دیا کہ خود ہی تھا کہ رالگ ہو جائے گا لیکن جب سے وہ ساتھ لا گھیا لات بدلتا شروع ہو گئے کہ رات آنے والی ہے جنگل میں پڑتے نہیں کیسے کیسے درندے ہوں گے، ابھی تیرا حکم چڑیاں بھی نہیں مانتیں تو ان درندوں سے کیا نہیں گا۔ وہ تجھے کھا جائیں گے اور تو دھوپی کے کٹتے کی طرح نہ دین کا نہ دنیا کا اسی طرح مارا جائے گا۔ بڑی مشکل سے ان خیالات پر قابو پاتا ہوں، پھر ایک شعر کا نوں میں گنجتا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورمہ اطاعت کے کچھ کم نہ تھے گزوبیاں

اب اس شعر کے بارے میں بار بار سوچتا ہوں اتنے میں میری نظر لگدھے پر جا پڑی وہ مجھے دیکھ کر ہنتا ہے میں پر یشان سا ہو گیا کہ یہ کیسا لگھا ہے جو نہیں رہا ہے اب وہ مجھے آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے اور آواز بھی آتی ہے کہ میرے اوپر سوار ہو جاؤ میں ٹینا ہوں اور بچتا ہوں پھر لگدھے کے ہونٹ ملتے ہیں جیسے کچھ پڑھا ہو جوں جوں اس کے ہونٹ ملتے گئے میں اس کی طرف کھچتا گیا اور آخر خود تک دنود اس کے اوپر سوار ہو گیا وہ لگھا تھوڑی دیر بجا گا اور پھر ہوا میں اڑنے لگا۔ میں نے باقاعدہ راوی، چنان کے دریا عبور کرتے دیکھا، اپنے گاؤں کے اوپر بھی پر دواز کی، یعنی اس گدھے نے پورے پاکستان کی سیر کرادی اور پھر مجھے ویں اتارا جہاں سے اٹھایا تھا۔ اب فقیری کے سب نشے ہرن ہو چکے تھے۔ اپنی حالت اور حماقت پر غصہ آرہا تھا۔ میں جلد اپنے ٹلن پہنچ کر دنیا کے عیش چکھنا چاہتا تھا۔ میں جلدی جلدی قدموں سے جام داتا ر کے دربار کی طرف رات دن سفر کر کے پہنچا۔ میرے بہنوئی میری تلاش میں وہاں پہنچ چکے تھے۔ مجھے اس حالت میں دیکھا پوچھا کیا رادہ ہے میں نے کہا بس منزل پالی ہے اب واپس چلتے ہیں۔

اس دن کے بعد یعنی بیس سال کی عمر سے تین 32 سال کی عمر تک اسی گدھے کا اثر رہا۔ نماز وغیرہ سب ختم ہو گئی۔ جماعت کی نماز بھی ادا نہ ہو سکتی۔ پیروں فقیروں اور عالموں سے چڑھو گئی اور اکثر محفوظوں میں ان پر طنز کرتا۔ شادی کرنی تین بچے ہو گئے اور کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ زندگی کا مطلب یہی سمجھا کہ تھوڑے دن کی زندگی ہے عیش کرلو۔ فال تو وقت سینما ڈل اور تھیٹر ویں میں گزارتا، روپیہ لٹھا کرنے کے لئے حلال و حرام کی تمیز بھی جاتی رہی۔ کاروبار میں بے ایمانی، فراؤ اور جھوٹ شعار، بن گیا یہی سمجھتے کہ نفس امارہ کی قید میں زندگی کٹنے لگی۔ یوسائیٹوں کی وجہ سے مرزا نیت اور کچھ وہا بیت کا اثر ہو گیا۔ الحمد للہ یا اثرات اب زائل ہو چکے ہیں۔

نواب شاہ میں میری چھوٹی بہن رہتی تھی۔ اس کی بڑی لڑکی (عمر پندرہ سولہ سال) کو دورے پڑنے شروع ہو گئے ہاتھ پاؤں اکٹھ جاتے اور زور سے پیختیں مارتی اور بھی دو ران دورہ گھروں والوں سے با تین کرتی۔ اپنا نام اور مذہب کچھ اور بتاتی۔ گھروں کی طرف رجوع ہوئے، جب کوئی آرام نہ ہوا تو عالموں کو بلا یا۔ انہوں نے کہاں بردست قسم کی دیوی ہے جو ہمارے بس سے باہر ہے۔ ایک دن دورے کی حالت میں لڑکی نے کہا ملتان شاہ شمس کے دربار پر لڑکی حاضری دوتب چھوڑیں گے۔ اس کی والدہ لڑکی کو ملتان دربار پر لے گئی۔ حاضری کے بعد بڑی بہن کے گھر چلی گئی جو ملتان کے قریب ایک گاؤں میں آباد تھے۔ رات کو لڑکی کو وہاں دو رہ پڑا اور اسی طرح کا دورہ بڑی بہن کی لڑکی کو بھی پڑا۔ وہ گھر ایں اور صبح دونوں بچیوں کو راولپنڈی لے آئیں۔ میں نے ساری کیفیت پوچھی اور کہا کہیں اچھے ڈاکٹروں کو دھانتے ہیں۔ اثر وغیرہ سب بنی بناۓ با تین میں میرا خیال تھا کہ یہ سڑریا کا مرض ہے جسے عامل حضرات جنات کا مرض کہہ دیتے ہیں میں دونوں لڑکیوں کو ایک دوست ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور اس نے بھی یہی کہا ہسٹریا ہے ان کی شادی کر دو۔ اس نے بچشنا گانا چاہا تو ایک لڑکی کارنگ لال ہو گیا۔ کہنے لگی ڈاکٹرتب مانوں بچشنا گاؤں اور بازوآگے کر دیا۔ ڈاکٹر نے انتہائی کوشش کی لیکن سوئی گوشت میں نہ جاسکی۔ ایسے لگتا کہ بازو پتھر کے ہو گئے۔ ڈاکٹر نے گھبراتے ہوئے کہا کہ انہیں کسی پیر فقیر کے پاس لے جاؤ۔ یہ کوئی دوسری بات ہے میں نے پوچھا کہ کیا تم بھی جنات جادو اور آسید وغیرہ کے قاتل ہو۔ اس نے کہا کہ جادو کے متعلق تو پہلے پارے میں تصدیق ہے۔ جنات کا ذکر سورۃ جن میں ہے اور آسید کے متعلق ایک آیت سنائی جس کا ترجمہ ہے کہ شیطان انسان کو آسید سے پاگل کر دیتا ہے۔ اس نے بتایا کہ الہ زار میں سائیں اسلام ہے اسکو دھادو۔ بچیوں کو گھر لے آیا اور سوچتا ہا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ جنات اس کے جسم میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے لیکن وہ ٹیک کی سوئی گوشت میں داخل کیوں نہ ہوئی۔

رات کو دونوں بچیاں سو گئیں اور میں بیٹھ کر ان کی حفاظت کرنے لگا کیونکہ بھی ان کو دورہ پڑتا اور بھی وہ یخنی چلاتی باہر کو دوڑتیں۔ رات کا نقشہ بیبا ایک بجا ہو گا میں نے دیکھا کہ ایک آگ کا شعلہ آیا اور ایک بھانجی کے سینے میں داخل ہو گیا اور اس کو دورہ پڑ گیا۔ صبح ہی صبح بچیوں کو سائیں اسلام کے پاس لے گیا اس نے اپنی ہتھیلی پر بچونک ماری اور ہتھیلی میں دیکھ کر ان کے گھروں کے نقشے اور جس طرح یہ بیمار ہوئیں اور جن جن درباروں پر حاضریاں دیں سب کچھ بتا دیا۔ حتیٰ کہ اس نے میرے گاؤں والے مکان کا نقشہ بھی بتا دیا۔ لڑکیوں کو سامنے بٹھایا کچھ پڑھ کر بچونک ماری۔ لڑکیوں کی آواز اور رنگ بدلتے۔ ان سے کہا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ ایک نے کہا میں دیوی ہوں اور دوسری میری بہن ہے۔ سائیں اسلام نے بچیوں کو ڈنڈوں سے خوب مارا۔ انہوں نے آئندہ نہ آنے کی قسم بھائی اور کلمہ پڑھ لیا۔ پانچ دن تک بچیاں ٹھیک رہیں اور پھر وہی میں دیوی ہو گئی۔ ان مشاہدات سے میرا دھیان پلٹ چکا تھا۔ دوبارہ سائیں اسلام کے پاس لے گئے اس نے کہا کہ گھر کے اندر مائی صاحبہ کے پاس لے جاؤ۔ مائی صاحبہ نے ایک سفید رنگ کا تکلیف سامنے رکھا۔ اس پر کچھ پڑھا تو ایک سفیدریش بزرگ کا سایہ نہ دار ہوا۔ ہم سے پوچھا کیسی کو کچھ نظر آتا ہے۔ میں اور میری ایک بھانجی نے سر بلایا۔ مائی نے کہا انہیں سلام کہہ کر اپنی کہاںی سناؤ۔ یہ بری سر کارڈیں مجھے صرف دھکائی دیتے رہے اور یہ بھی محظوظ ہوتا ہا کہ کچھ باتیں کر رہے ہیں اور ہاتھ اور سر بھی ہلتے نظر آئے لیکن بھانجی سے تفصیل سے بات ہوئی۔ انہوں نے کہا، ریاض کے کاروبار میں جو نقصان ہو رہا ہے وہ بھی جادو ہی کی وجہ سے ہے اور کہا ملتان والی کو جلد آرام آجائے گا لیکن قم کو بیماری کے لئے اور ریاض کو کاروبار کے لئے سات جمعرات تک ہمارے پاس دربار پر آنا پڑے گا اور اتنے ہی چکر مائی صاحبہ کے دربار پر جوروات کے پاس ہے لگانے پڑیں گے۔ اسی دن کے بعد ملتان والی بھانجی ٹھیک ہو کر ملتان چلی گئی ہم ماموں بھانجی درباروں کے طوافوں میں لگتے گئے۔ جب ہم بری سر کارڈیا و مسرے بزرگ کے مزار پر جاتے دل ہی دل میں السلام علیکم کہتے اور دل ہی دل میں علیکم السلام، جواب مل جاتا اور بھی تربت کی چادر پر اور بھی دیوار پر مجھے بزرگ کا عکس کا نظر آتا مسکراتے اور

غائب ہو جاتے۔ اب مجھے دربار والوں سے محبت ہو گئی تھی۔ کام کا ج میں بھی خیال ان ہی کی طرف رہتا۔ ہر وقت ویوں سے متعلقہ کیلئے سنتا رہتا اور جو جذبہ اور شوق بارہ سال پہلے تھا دوبارہ ابھر آیا۔

ایک رات دیکھا کہ ایک سفیر گنگ کی روشنی کا رکی یتیوں کی طرح تیز کرے میں چھپی جب کہ سردیوں کا موسم تھا اور کمرہ چاروں طرف سے مکمل بند تھا۔ میں اور مسیرا بھائی عمر تقریباً ۱۸ سال اور میری بیوی کمرے میں سوار ہے تھے بھائی ڈر کر چیننے لگا اور بیوی بھی گھبرائی اور میں بھی جیران تھا کہ یہ روشنی کہاں سے آئی اور ایک لمحے کے بعد کہاں چھپی گئی میں ابھی سوچ رہا تھا کہ کمرہ پھر منور ہوا۔ روشنی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی تھی منت آدھ منٹ کے بعد ختم ہو گئی اس روشنی کے بعد مجھے سخت بخارات ہو گیا اور چار پانی بھی ساری رات لرزتی رہی۔ دوسری رات تقریباً اسی وقت روشنی میں ایک بزرگ نظر آئے مجھ سے مخاطب ہوتے اور کہا۔ بیٹا! تمہارا وقت آچکا ہے ہوشیار ہو جاؤ۔ باقاعدہ نماز شروع کرو۔ گناہوں سے تائب ہو جاؤ روزانہ بعد نماز مغرب کی شیریں چیز پر اولیاء انبیاء کی ارواح کے لئے فاتحہ پڑھا کروتا کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ادا ہو اور فرش پر سویا کرو۔ میں نے ان نصیحتوں پر دل سے عمل شروع کر دیا۔

وہ بزرگ اکثر نظر آتے رہتے۔ مجھی بات کرتے اور کبھی بغیر بات کے غائب ہو جاتے ایک دن میں بری سرکار کے مزار پر گیا وہی بزرگ ایک مائے کی شکل میں چادر پر بیٹھے نظر آتے۔ ہر سوال کا جواب تکلیف نہیں دیا۔ اب مجھے یہ لیکن ہو چکا تھا کہ بزرگ بری امام کی روح مبارکہ ہے یہ باتیں میرے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی معلوم ہوئیں کوئی کہتا صحیح ہو گا۔ اکثر فراڈی سمجھتے۔ میرے محلہ میں ایک نوجوان لڑکی چند ماہ سے پاگل ہو گئی تھی نہ ڈاکٹروں اور نہ ہی عاملوں کے تعویزات سے اثر ہوتا۔ میرے ماموں شش و پنج میں تھے مجھے ان کے گھر لے گئے اور کہا۔ اپنے بزرگ کو بلا وفا تاکہ لڑکی ٹھیک ہو جائے۔ ان کا مطلب تھا کہ اس طرح حق و باطل کا پتہ چل جائے گا۔ وہی سایہ میرے سامنے آیا لڑکی پر دم کیا اور پانی بھی دم کر کے دیا اور لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ اسکے بعد ایسے مریض آنا شروع ہو گئے جنہیں شفاء ہو جاتی اور میری اٹھسٹری کا کاروبار بھی خوب چکنے لگا۔ تقریباً ایک سال کے بعد اس سایہ نے حکم دیا کہ اب تک کہیں نفس کے لئے تین دن کے اندر اندر دنیا چھوڑ دو۔ حکم کو تیسرا دن تھرات کے باہر نج رہے تھے بیوی کو ایک نظر سر سے پاؤں تک دیکھا سب سے لاڑ لے پکے کو آخری بوسہ دیا اور آنکھوں میں آنسو لئے ہوتے دھیرے دھیرے قدموں سے نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوا قدم لڑکھڑا رہے تھے اتنے میں ایک ٹیکسی قریب آ کر کر کی پوچھا کہاں جانا ہے میں نے کہا جی ٹی اس کے اڈے پر ٹیکھی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور میں اپنے آبائی شہر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر آباد کہہ رہا تھا۔ داتا صاحب اور پھر سلطان باہم تو کے دربار پر گیا اور ان ہی کے حکم کے مطابق نورالہدی خریدی اور پھر سہوں شریف کے لئے روانہ ہو گیا۔ بس کے طویل سفر میں نورالہدی کو پڑھتا رہا اس کی ہر سطر میرے دل میں اڑ کر رہی تھی، ایک جگہ پر لکھا تھا کہ جو اس کتاب کو پڑھ کر بھی واصل باللہ نہ ہو اکم بخت بنے نصیب ہے اور میں اب دوبارہ اپنے نصیبوں کو آزمائے کے لئے ایک سہارے کے ساتھ جا رہا تھا کسی اسٹاپ پر بس رکی میں پانی پینے کے لئے ایک ہوٹل میں گیا میں نے دیکھا میر امنہ بہت لمبا ہو گیا ہے اپنی ٹھوڑی اور ہونٹ دکھائی دینے لگے۔ قدم ادھر ڈالتا ادھر پڑتا لوگ مجھے عجیب نظر و سے دیکھتے اور میں بھی سمجھ چکا تھا کہ یہ کتاب پڑھ کر واقعی دیوانہ جسم ہو گیا ہوں۔ میں نے سوچا ب تو دنیا میں رہنے کے قابل بھی نہ رہا۔ ہر شخص اس عجیب شکل اور عجیب چال پر مذاق اڑاتے گا۔ ایسے جانوروں کا ٹھکانہ جگل ہی ہے۔ سکھ تک بس کا سفر کیا اب ریل سے سہوں شریف جانا تھا۔ ریل میں او نگھ آگئی دیکھا سمنے لال شہباز قلندر کا روضہ ہے۔ میں وہاں کھڑا ہوں اور ایک پگڑی سر پر باندھی جا رہی ہے اور جب سہوں پکی مرتبہ میں پہنچا تو بالکل وہی روضہ نظر آیا، مغرب کا وقت ہے لوگ رقص کر رہے ہیں اور اپنے حال سے بے خبرلوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ کان میں آواز آئی شہباز کے عاشقوں کا یہ حال ہے اور تو اللہ کے عشق کا دعویدار ہے۔ اٹیش کے سامنے والی پہاڑی پر چلا جا اور جو طریقہ ”نورالہدی“ میں لکھا ہے اسی طریقے سے تصور سے اسم ذات کا ذکر کر۔ میں اسی وقت پہاڑی کی طرف چلا گیا اور اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گیا۔ دوران ذکر او نگھ آگئی دیکھا کہ محفل لگی ہوئی ہے کئی بزرگ بیٹھے ہیں ایک بزرگ جن کا جسم موٹا دراز مقدار دار اور دراز مونچھوں والے میری طرف اشارہ کر کے پنجابی زبان میں کہتے ہیں۔

اسیں آں قلندر دیوانے لجپاں دے

جسم میں لرزش اسی روشنی والی رات ہی سے شروع تھی اور دل کی دھڑکن سمجھی سلطان باہم تو کے دربار سے ہی نمایاں ہو گئی تھی اور آج وہی دھڑکن اللہ ہو میں تبدیل ہو گئی تھی میں اپنی قسم پر بہت خوش تھا اور جس راز کو پچپن ہی سے درباروں غاروں اور جنگلوں میں ڈھونڈ رہا تھا اپنے قلب میں پایا۔ تین دن تک شرابی کی طرح پہاڑی پر لطف انداز ہوتا رہا۔ نہ گرمی کی پروادہ اور نہ ہی بھوک پیاس کی چاہ رہی۔ رمضان کا مہینہ تھا روزوں کا خیال آیا۔ سحری کو اٹیشن چپلا جاتا اور افطاری کے لئے سامان خرید کر لے آتا۔ شروع شروع میں اس پہاڑی پر ڈر لگتا تھا لیکن کچھ ماہ بعد خوف بالکل ختم ہو چکا تھا۔ میری آنکھیں اندر ہیں کی عادی ہو گئی تھیں۔ رات کو دور تک ہر چیز دیکھ سکتا تھا۔ کبھی قربی دیریا پر نہانے کے لئے چلا جاتا اور واپسی پر اٹیشن سے چنے وغیرہ خریدلاتا۔ رات ہر حالت میں اس پہاڑی پر گزارتا۔ ہرات کچھ نہ کچھ کشف ضرور ہوتا اور دل کی دھڑکن بھی اسم اللہ کے ساتھ تیز ہوتی رہتی۔ ایک رات میرے قریب کافی گستاخ گئے اور بھوننا شروع کر دیا۔ کائنات کے لئے دوڑتے لیکن قریب آ کر کے جاتے پھر گھنگھروکی آواز چاروں طرف سے آنے لگی اور پھر میرے اوپر پھر بر سنا شروع ہو گئے اور میں چپ چاپ دبکارہ کچھ پھر لے اور کچھ اوپر سے گزر گئے۔ آج سارا دن اٹیشن پر بیٹھا رہا لیکن رات کو پہاڑی پر جانے سے ڈر لگ رہا تھا۔ پھوسو چا اللہ ہو کر نا اور موت سے ڈرنا یہ توکل کے خلاف ہے اور پہاڑی پر چپلا گیا۔ آج کی شب جب سورۃ مزمول کی تلاوت کر رہا تھا میں نے دیکھا فخر کا سماں پیدا ہو گیا اور پہاڑی کے ارد گرد بے شمار کر سیاں بچ گئیں اور پھر ان کر سیوں پر بے شمار بزرگ عربی لباس میں ملبوس رونت افروز ہوتے۔ تیرہ آدمی میرے قریب کھڑے کر دیئے گئے اور ایک صد آٹی آج چنان ہونے والا ہے۔ وہ آدمی مجھ سے عمر میں کافی بڑے تھے کسی نے صرف کپڑے کی دھونتی اور کسی نے درختوں کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ عرصہ سے جنگلوں میں چلے اور وظیفہ کر رہے ہیں۔ میں اپنے آپ کو ان کے سامنے مکھی کی مانند سمجھ رہا تھا اور ان نورانی شکلوں میں کھڑا ہونے سے بھی شرم آرہی تھی۔ اتنے میں آسمان سے بھلی کی مانند ایک لمبی رو آٹی اور میرے جسم پر آن گری حاضرین حیران تھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کل کا آیا ہوا پرانوں پر سبقت لے جائے ان تیرہ آدمیوں کے منہ سے نکلا شاید کچھ بھول ہو گئی اتنے میں دوبارہ رو آٹی اور میرے جسم پر آن گری۔ ان تیرا آآدمیوں میں سے کسی نے غصہ سے کسی نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور چلے گئے اس واقعہ کے بعد میرا جسم سخت بھاری ہو گیا اور میں بغیر مشق کئے لیٹ گیا۔ بال بال سے اللہ ہو کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ حتیٰ کہ دل سے ایسی سری می آواز آرہی تھی جیسے کوئی بچہ اللہ ہو پڑھ رہا ہے میں جس سمت دیکھتا لفظ ”اللہ“، الکھانظر آتا اور اب دل پر بھی خوش خون سہری لفظوں میں لفظ ”اللہ“ نظر آیا۔ بے اختیار زبان سے بخان اللہ کل۔ آج کے بعد کسی قسم کی مخلوق اور کسی بزرگوں کی ارادوں مجھے دیکھنے کے لئے آتے۔

ایک صحیح جب رفع حاجت کے لئے پہاڑی سے پیچا اترنے لگا دیکھا بے شمار موٹے موٹے سیاہ رنگ کے چیزوں نے میرے ارد گرد اڑہ بنائے پیٹھے ہیں میں حیران تھا کہ ان سے کس طرح گذر کے جاؤں یہ پاؤں کو کاٹیں گے اتنے میں ایک موٹا سا مکوڑا اپنی جگہ سے بلا اور میری طرف مخاطب ہوا۔ آواز آٹی ڈر وہیں ہم تمہاری حفاظت کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ میں نے کہا تم نہیں جانیں میری کیا حفاظت کرو گے۔ اس نے کہا یہاں سانپ بچھو اور زہر میلے کیڑے بہت زیادہ ہیں ہم ان سے بخوبی نپٹ سکتے ہیں اس کے بعد انہوں نے میرے گزر نے کار استہ چھوڑا دیا۔ کسی دن یہ مکوڑے بھی میرا حصار کرتے۔

شروع میں پہاڑی پر جب اسم ذات کی مشق کرتا تو مجھے کئی بزرگ اپنے پاس کھڑے یا بیٹھے ظراطے کچھ بہت ہی خوبصورت قسم کی عورتیں آتیں اور ان کو جھک کر سلام کرتیں۔ ان کے ہاتھوں میں گول قسم کے پیچھے ہوتے اور وہ ان بزرگوں کو جھلکی رہتیں لیکن جب وہ عورتیں میرے سامنے آتیں تو اکڑ کے مسکرا کے گز رجا تیں اور مجھے اپنی کمتری کا سخت احساس ہوتا۔ اس برقی رو کے بعد دوسرا رات بھی وہ عورتیں آتیں جب قریب سے اترا کر گزر رہی تھیں تو آواز آٹی اس کو اللہ نے عدت دی ہے تم بھی اس کی تعظیم کرو اور اس آواز کے ساتھ وہ کمر تک جھک گئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں۔ جب بھی دل پر یہاں ہوتا یا بال بچوں کی یاد ستابتی تو وہی عورتیں ایک دم ظاہر ہو جاتیں۔ دھماں کرتیں اور پھر کوئی نعمت پڑھتیں اور وہ پر یہاں کا المحظی رجاتا اور کبھی جسم میں درد ہوتا تو وہ آ کر دبادیتیں۔ جس سے مجھے کافی سکون ملتا۔ یاد رہے یہ سب ناسوں کی واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔ حالات بالا اور راز بالا کی اجازت نہیں ہے۔

اب سردیوں کا موسم آچتا تھا اس وجہ سے لعل باغ کا اشارہ ہوا عصر کے وقت لعل باغ پہنچا، حالات اور جگہ کا جائزہ لیا ایک گول سامنی کا چوتھا تھا اس کے اوپر ایک درخت جھکا ہوا تھا اور اشارہ بھی اسی درخت کے نیچے بیٹھنے کا تھا۔ باغ کے کونے میں ایک جھوپڑی تھی جہاں ایک ادھیر عمر کی عورت کچھ سی رہی تھی۔ دوسری طرف ایک اور بزرگ عمر تقریباً 100 سال بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان سے باغ کے حالات معلوم کئے اور کہا کچھ دن اس چلے گا۔ میں عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ بزرگ نے کہا میں چالیس سال سے چلے کاٹ رہا ہوں، مگر بارچھوڑا، انچ چھوڑا، مٹی کھائی، معدہ کو خراب کیا لیکن فقیری نہیں ملی۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی جوانی برہادرنہ کرو۔ جا کے مال باپ کی خدمت کرو اور بچوں کی پروش کرو۔ بس یہی فقیری ہے، ہر شخص قلندر نہیں بن سکتا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ چلے گا۔ بہت سخت ہے یہاں کتنی لوگ عبادت کی غرض سے آئے ایک رات بھی چلے گا۔ میں نہ ٹھہر سکتے کہی تو جانی نقصان ہوا۔

آجھی رات کا وقت تھا۔ چلے گاہ میں داخل ہونا چاہا لیکن سخت ادھیر اور بزرگ کی باتوں کا خوف رکاوٹ بن گیا۔ چلے گاہ سے دوریت پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اللہ ھوئی مشق شروع کر دی۔ جب دوز انوں بیٹھے تھک گیا آلتی پاٹی بیٹھ گیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ کوئی چیز را نوں پر رینگ رہی ہے آنکھیں کھولیں، دیکھا ایک لمبا موٹا سیاہ رنگ کا سانپ را نوں سے گزر رہا تھا۔ آدھا گزر چکا تھا اور باقی میرے دیکھتے دیکھتے گز رکیا۔ مجھے لزہ طاری تھا کہ یہ اگر کاٹ لیتا تو کیا ہوتا آواز آتی بچانے والا جب یہاں بچا سکتا ہے تو چلے گا۔ میں بھی بچا سکتا ہے۔ میں فراؤ آٹھا اور چلے گا۔ میں اسی درخت کے نیچے بیٹھ کر پھر مشق شروع کر دی۔ میرے پاس پانچ صد روپے پچھے ہوئے تھے کچھ اس عورت کو اور کچھ دوسرے فقیروں کو بانٹ دیئے۔ بھی کوئی پائے کی پیالی پلا دیتا اور کبھی کوئی کھانا کھلادیتا۔

آج بھوک بہت تاری ہے پیٹ میں بل پڑ چکے ہیں اور پیٹ سے آواز آتی ہے ہائے بھوک۔ ہائے بھوک کی وجہ سے درد ہو رہا ہے۔ دو پھر کو کچھ زیارتی ایک بس پر باغ میں آئے انہوں نے کسی مراد کے پورا ہونے پر پلاو کی دیگ خیرات کرنی تھی۔ میرے سامنے بکرا کٹا چاول بھلے آگ جلی اور پلاو تیار ہو گیا۔ اب وہ لوگ اپنے آدمیوں کو مٹی کی پلیٹوں میں ڈال کر دینے لگے اتنے میں ایک کھوارالٹھاٹے ہوئے میں بھی بیٹھ گیا۔ میرا خیال تھا کہ خیرات غربیوں مسکینوں کے لئے ہوتی ہے اور اس وقت میں بھی کسی مسکین سے کم نہیں تھا۔ جو شخص دیگ پر کھڑا تھا مجھے سختی سے ڈانت دیا اور کہا جہاں بھی جاؤ یہ مانگنے والے پہنچ جاتے ہیں۔ میری صورت حال دیکھ کر ایک شخص کو ترس آکیا اور بڑی طبعی سے کہنے لا کہ سامنے بیٹھ جاؤ ہمارے آدمی کھالیں اگر کچھ بیچ کیا تو تمہیں دے دیں گے اور میں اپنے نفس کو برا بھلا کہتا ہاں سے چل دیا لیکن اتنی بے عوقبی کے بعد بھی بھوک نہ مٹ رہی تھی۔ تب میں نے پیلو کے پتے کھانے شروع کر دیئے۔ وہ کڑوے تھے لیکن پھر بھی کافی مقدار میں کھا گیا۔ اب پتوں کی وجہ سے زبان پر چھالے پڑ گئے۔ تیسرے دن متانی نے کچھ سوکھے ٹکڑے دیئے لیکن چباتے نہ جاسکے۔ متانی کا حال بھی میری ہی طرح تھا، اگر کوئی زیارتی دوچار روپے دے جاتا تو وہ دوکان سے آٹا چینی لے آتی اور جب کہیں سے کچھ نہ ملتا تو بھوک ستائی۔ دو تین دن تک تو برداشت کرتی آخوندوڑی اٹھاتی اور کسی نہ کی گاڑی سے ٹکڑے مانگ لاتی جس سے میرا کام بھی چل پڑتا۔ میں نے وہ ٹکڑے ایک درخت کی جڑیں رکھ دیئے اور رات کو چلے گاہ میں چلا گیا۔ آج بھوک کی وجہ سے ذکر انفاس صحیح طور پر نہ ہوا۔ صبح زبان قدرے بہتر نظر آئی۔ جب درخت کی طرف گیا تو ٹکڑے کوئی گناہ کیا تھا۔ بڑا فوس ہوا۔ اب متانی کی جھونپڑی کی طرف گیا۔ متانی کے لئے علی الصبح ہی بھٹ شاہ پلی گئی تھی۔ جھونپڑی میں تلاش کیا کہ شاید کچھ کھانے کو مل جائے لیکن کچھ بھی نہ ملا۔ آج عید کا دن تھا سنی شہباز قلندر کے پروانے عید منانے کے لئے باغ میں جمع ہو رہے تھے اور رنگ برنگے کھانے تیل کے چلوہوں پر پکنا شروع ہو گئے۔ میں ایک کونے میں بیٹھا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ نفس کہتا اے کہتا اللہ کو غیرت پمند ہے صبر کر۔ سامنے ایک جوان سی عورت سویاں پکاری تھی اور میری نظر وہ کا جائزہ ہے کچھ تو ماںگ کر کھلا دے اور مجھے دیگ واں کی بات یاد آگئی۔ نفس کو کہتا اللہ کو غیرت پمند ہے صبر کر۔ سامنے ایک جوان سی عورت سویاں پکاری تھی اور میری نظر وہ کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ کہتے ہیں عورت کی چھٹی حس بہت تیز ہوتی ہے۔ وہ سمجھ گئی اور اپنی پانچ چھ سالہ بچی کو ایک پلیٹ میں سویاں ڈال کر مجھے بیٹھیں۔ میں کہا بھی رہا تھا اور رب کا شکر بھی ادا کر رہا تھا کیونکہ دو سال میں پہلی دفعہ مجھے سویاں نصیب ہوئی تھیں۔ ان سویوں کے ذائقہ کے بعد نفس میں دوبارہ جان آگئی اور اب بھوک کی طلب پہلے سے بڑھ گئی تھوڑے۔ بہت پتے چبائے جاتے کیونکہ متانی ایک ہفتہ تک واپس نہ آئی تھی بھوک کی وجہ سے آج سخت کمزوری محسوس کر رہا ہوں، سر کا درد بھی زوروں پر ہے۔

سوچا اس سے بہتر ہے کہ مرہی جاؤں۔ سر کو پتھر مارنا شروع کر دیا کہ کسی طریقہ سے پھٹ جائے لیکن نہ سر پھٹا اور نہ ہی میں مرا۔ ہوا تیز چل رہی تھی اور میں بڑا منجھل سنبھل کر چلے گا۔ کی طرف جارہا تھا کہ کمزوری کی وجہ سے کہیں اڑا نہ جاؤں۔ چلے گاہ میں بیٹھا حبِ معمول فاتحہ پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص آ کر قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں کٹنے ہوتے سیبوں کی پلیٹ تھی۔ میں نے پلیٹ پہچان لی، یہ وہی پلیٹ تھی جسیں سیب کاٹ کر میں راولپنڈی میں فاتحہ دیا کرتا تھا۔ اس نے پلیٹ میرے ہاتھوں میں دی اور کہا یہ سیب حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے مجھے میں اور کہا ہے کہ تم حالت خوشی میں ہم کو یاد کیا کرتے تھے اور آج حالت غمی میں ہم نے تم کو یاد کیا ہے۔ میں نے وہ سیب کھالنے اور کئی سال ایسے لگا جیسے پیٹ بھرا ہوا ہے۔ کھانا ملتا تو کھا لیتا اور نہ بھوک نہ لگتی۔ ایک دن پتھریلی جگہ پر پیشافت کر رہا تھا، پیشافت کا پانی پتھروں پر جمع ہو گیا اور یہاں سایہ مجھے پیشافت کے پانی میں ہتا ہوا نظر آیا، جس سائے سے مجھے ہدایت ملی تھی۔ میری اس وقت کیا حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں جس کو ایک روحانی چیز سمجھتا تھا، جس کے حکم کے مطابق گھر بارچھوڑا، ماں باپ، بیوی بچوں کی محبت کو تھکرایا، آج میں اس سے بدگمان ہو چکا تھا۔ اگر وہ سایہ رحمانی ہوتا تو ناپاک جگہ کیوں نظر آتا۔ یہی خیال اور یقین تھا کہ یہ کوئی شیطانی روح ہے جو تیرے ساتھ لگ گئی اور تجھے بالکل بر باد کر کے اپنا اصل دکھایا۔ اسم اللہ بھی رگ میں بس چکا تھا اور اس کو بھی چھوڑ نے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ جب دل کی طرف دیکھا تو سوچتا اسی سائے کی وجہ اور مدد سے میں اس قابل ہوا لیکن پھر وہ بات سامنے آجائی، سمجھ میں نہ آتا کیا کروں۔ آخر اپنی سالقہ زندگی کا بغور مطالعہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اس سایہ کے لگنے سے پہلے تیراہر قدم گناہوں میں تھا۔ رب کو بھولا ہوا تھا راب اور اس کے عجیب صفاتیں سے تجھے کوئی محبت نہیں اب اللہ اور اس کے عجیب صفاتیں کے عشق میں روتا ہوں گناہوں سے نفرت ہے، نماز تلاوت اور اذکور فکر میں دل جمعی ہے گویا سایہ شیطانی ہی ہی لیکن اس کی وجہ سے تجھے ہدایت ہوئی اب اس سایہ سے کوئی مطلب نہ کھو بلکہ ہدایت سے مقصد ہے۔ عبادت کے لئے نماز روزہ نوافل تلاوت اور اذکار کافی ہیں ہدایت کے لئے نور الہدی کافی ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد میں دوبارہ مضبوط ہو گیا اسکے بعد وہ سایہ چلے گاہ میں نظر آیا لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں اور پھر وہ بھی نظر آتا بند ہو گیا اب یہی خواہش ہے کہ کسی طرح سے حضور پاک۔ صفاتیں کا دیدار ہو جاتے، رات کا پہلا ہی حصہ تھادیکھا کہ ایک سانو لے رنگ کا آدمی سر سے نکا میرے سامنے موجود ہے۔ گلے میں ایک تختی پر بغیر زیروز بر کے مولکھا ہوا ہے آواز آئی یہی رسول اللہ ہیں۔ سجدہ تعظیمی کرلو۔ میرے ذہن میں سوال ابھر اس رسول اللہ صفاتیں تو نوری ہیں، یہ سانو لے کیوں ہیں جواب آیا تیرا دل ابھی سیاہ ہے۔ سیاہ آئینے میں سفید بھی سیاہ ہی نظر آتا ہے بات سمجھ میں آئی اٹھنا چاہا لیکن معلوم ہوا کہ جسم پر سخت گرفت ہے اور وہی سایہ سر پر مسلط ہے۔ قدم بوی کالم گز گیا دل میں سخت ملال ہے اور اس سایہ پر بڑا غصہ آرہا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ سایہ کو خوب گالیاں بکوں لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ اس سے ہدایت بھی ہوئی اور خون جگر پی کر رہا جاتا ہوں وقت گز رتا گیا اسم ذات کے ذکر قبی روی سری وغیرہ ہوتے رہے۔ ایک دن ذکر ہبھی کی ضربیں لگا رہا تھا لیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا موٹا تازہ گتسا اس کے ذریعے باہر نلا اور بڑی تیزی سے بھاگ کر دور پھاڑی پر بیٹھ کر مجھے گھوڑے نکا اور جب ذکر کی مشق بند کی تو دوبارہ جسم میں داخل ہو گیا۔ اب دوران ذکر گاہے بگاہے میں اس سُختے کو دیکھتا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کافی کمزور ہو چکا تھا۔ ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ جسم سے نکلا لیکن کمزور ہونے کی وجہ سے بھاگ نہ سکتا۔ اللہ ہو کی طرح رونے کی آواز آتی کہاے میں مر گیا ہوئے میں جل گیا تقریباً تین سال بعد جہاں سے رونے کی آواز آتی اب کلمہ سے نکلا بند ہو گیا تھا لیکن دوران ذکر کناف کی جگہ بچے کی طرح رونے کی آواز آتی کہاے میں اس سُختے کو دیکھتا۔ اب کئی دنوں سے اس کا جسم کی آواز آنا شروع ہو گئی اور دن بدن یہ آواز بڑھتی گئی ناف کی جگہ ہر وقت دھڑکن رہتی جیسا حاملہ کے پیٹ میں بچھ ہو۔ ایک دن ذکر میں مشغول تھا جسم سے پھر کوئی چیز باہر نکلے دیکھا تو ایک بکرا میرے سامنے ذکر سے جھوٹ رہا تھا بھی وہ بکرا میرے جسم میں داخل ہو جاتا اور بھی میرے ساتھ رہتا۔

کچھ ماہ بعد اس بکرے کی شکل بدلنا شروع ہو گئی بھی تو وہ مجھے بکرا دکھائی دیتا اور بھی میری شکل بن جاتا۔ اب وہ میری شکل بن چکا تھا فرق صرف آنکھوں میں تھا اس کی آنکھیں گول اور بڑی تھیں میرے ساتھ ذکر میں بیٹھتا میرے ساتھ نماز پڑھتا اور بھی بھی مجھ سے باتیں بھی کرتا اور ایک دن اس نے اپنا سرقدار مول میں رکھ دیا اور کہا اے باہم ت شخص، جانتا ہے میں کون ہوں میں نے کہا خبر نہیں کہنے لگا میں تیر انفس ہوں میں اور میرے مرشد نے تجھے دھوکہ دینے کی بہت کوشش کی لیکن تیر امرشد کا مل تھا جس نے تجھے بچا لیا۔ میں نے کہا میر امرشد کوں۔ اس نے کہا جس سایہ سے تجھے ہدایت ہوئی وہ تیر امرشد تھا اور جس کی وجہ سے تجھے بدگمانی ہوئی میر امرشد اب لیس تھا جو تیرے مرشد کے روپ میں پیشافت میں نظر آیا جو مصنوعی۔ رسول۔ بن کر آیا تھا وہ بھی میر امرشد ہی تھا اور اس وقت جس نے تجھے سب دہا بلیں سے

آج آدمی رات ہو چکی ہے میں حبِ معمول ذکر انفاس میں مشغول ہوں چلہ گاہ کے باہر گھنٹیوں کی آواز میں آنا شروع ہو گئیں اور آہستہ آہستہ میوزک کی طرح بلند ہونے لگیں۔ میں نے چلہ گاہ سے اٹھ کر دیکھا پندرہ بیس لاکھیاں گول دائرے کی شکل میں قص کر رہی تھیں جسم پتلے اور قد رمیانے تھے پشت پر پرندوں کی طرح پر لگے ہوئے تھے جن کے اوپر بال تھے قص بھی انوکھا اور مختلف بھی عجیب تھی۔ سماں بھی دن کی طرح ہو گیا تھا میں نے سمجھا پریاں یہیں اور ان کا قص دیکھنے میں محو ہو گیا۔ آواز آئی انہیں چھوڑ اور ذکر کر کر۔ میں نے کہا ذکر تو روزہ ہی کرتے ہیں اور روزہ ہی کریں گے لیکن یہ قص تو بھی نہیں دیکھا اور شاید آئینہ ہی بھی نہ دیکھ پائیں۔ میں چاہتا تھا کہ ان کی شکل بھی صاف صاف نظر آئے میں دو قدم آگے بڑھتا ان کا دارہ بھی دو قدم پچھے ہٹ جاتا اور اسی طرح بڑھتے ہٹتے ہوئے اور ان کے چہرے کا تجسس لئے ہوئے میں باغ سے باہر نکل گیا اور پھر وہ مختلف نظروں سے غائب ہو گئی۔ بڑے بڑے قد کے کالے آدمی میرے اوپر بچھٹے خوب مارا اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا جب سورج کی روشنی منہ پڑی تو ہوش آیا جسم سخت دکھ رہا تھا بہر پڑی در دنیا ہر کر رہی تھی سوچا گرم جاتا تو کیا ہوتا، وہ ساتھے ہوار دگر دمنڈلاتے رہتے تھے آج وہ بھی کام نہ آئے ان پر موقع پکارہے میں اپنے آپ کو ایک ولی سمجھنا شروع ہو گیا تھا لیکن آج پتہ چلا کہ میں کچھ بھی نہیں خواہ مخواہ اتنا عرصہ ضائع کیا پھر وہی خیالات شروع ہو گئے دھوپی کا گھنٹہ کا نہ گھنٹہ کا۔ اگر تیر امرشد کامل ہوتا تو ضرور مد کو پہنچتا اور اس بزرگ کی بات بھی یاد آئی کہ ہر شخص قلندر نہیں، بن سکتا، اب مال، باب پر اونچے یاد آنا شروع ہو گئے۔ سوچا کہ میں سے کچھ قسم مانگ کر زواب شاہ چلا جاؤں گا۔ وہاں رشید دار ہیں ان سے کرایہ لے کر پنجاب چلا جاؤں گا، چلہ گاہ میں ایک خادم بنام صاحبِ محمد تھا وہ مجھ سے بہت عقیدت رکھتا اور ڈیوٹی والا فقیر سمجھتا۔ میری نظر اس پر تھی آج وہ چلہ گاہ میں نہ آیا۔ درد اور بدگمانی کی وجہ سے آج مجھ سے کوئی نماز ادا نہ ہوئی سارا دن متانی کی جھونپڑی میں پڑا رہا تھا کہ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو گیا اور پھر فاتح کا وقت بھی ختم ہونے لگا۔ آسمان پر انہیں اچھا چکا تھا اچا نک میری نظر شمال کی طرف آسمان پر پڑی تو کچھ عربی الفاظ نظر آئے غور سے دیکھا تو لا ان اولیاء اللہ لا خوف عليهم ولا هم يحزنون لکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا، یہ جو آیت آسمان پر دکھانی تگی اللہ کے حکم سے ہو گی یعنی اللہ کی رضا ہے جب اللہ کی رضا ہے تو پھر درکس کا ہمت کی اور حچلہ گاہ میں پہنچ گیا۔ اب میرا توکل بجائے بزرگوں کے اللہ پر قائم ہو چکا تھا۔ ایک دن باغ میں لیٹ کر مراتبے کی کوشش کر رہا تھا، ششکار کی آواز سنائی دی۔ آنھیں کھول کر دیکھا تقریباً ایک گز کامان پر مجھے گھوڑہ رہا تھا۔ وہ میری طرف بڑھا مجھے وہ آیت یاد آئی سوچا اس کی حقیقت کا تجربہ کیا جائے وہ بالکل میرے منہ کے قریب پہنچ گیا جو نبی وہ ما تھے کو کاٹنے کے لئے پکا میں نے آنھیں بند کر لیں، ما تھے پر زبان لگائی اور پچھے ہٹ کیا اور اس طرح تین دفعہ اس نے کاٹنے کی کوشش کی آخر پلا گیا۔ واقعہ کے بعد میر ایقین بہت ہی پہنچنے ہو گیا تھا۔

رات کے تقریباً تین بجے ہوں گے ذکر کی مشق کے بعد کھڑے ہو کر درود شریف کا ورد کر رہا تھا فخر کا سماں ہو گیا چشموں کی طرف سے بے شمار امرشد اور بے شمار اور تین قطار درقطار کھڑی ہیں، بوقتا ہوں کہ شاید آج کوئی مرتبہ ملنے والا ہے یہ لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آتے ہیں لیکن خیال آتا ہے کہ ان کی پشت میری طرف ہے یہ کسی اور کا انتقال کر رہے ہیں مغرب کی طرف سے ایک بیزرنگ کا روپہ اڑتا آ رہا ہے اور جہاں وہ لوگ جمع ہیں وہیں اتر گیا۔ روپے میں سے ایک نورانی صورت نمودار ہوئی عورتوں نے دیکھ کر جھومنا شروع کر دیا ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ یانبی ﷺ سلام علیک یا رسول ﷺ سلام علیک مرد بھی جھوم رہے تھے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ رہے تھے اب وہ بزرگ جمع سے گزر کر میری طرف بڑھے جوں جوں قریب آ رہے تھے خوشی سے آنسو جاری ہو گئے دیکھنے کی خواہش ہے لیکن نظر اوپر کو نہیں آٹھتی نور ہے جسے آنکھوں کو دیکھنے کی تاب نہیں۔ نہ دیکھوں تو ارمان رہے اور دیکھوں تو جان جائے۔

جب تقریباً دس بارہ فٹ کے فاصلے پر پہنچ تو جسم جھوم متنے جھومتے بے قابو ہو گیا اور زمین سے تین چار فٹ اٹھ گیا۔ یعنی ہوا میں جھوم جھوم کر درود شریف پڑھا جا رہا تھا۔ مسٹی کا عالم بڑھا بے ہوشی طاری ہونے لگی اور پھر جسم کے زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی جب ہوش آیا تو وہ پورا علاقہ کستوری جیسی خوشبو سے مہک۔

رہا تھا۔ دوسری شب روضہ مبارک کی حاضری ہوتی جب دروازے سے اندر داخل ہوا تو دیواروں سے اتنا نور برس رہا تھا کہ آنکھیں اوپر اٹھائی نہ جاسکتی تھیں کچھ قدم آگے بڑھا لیکن تاب نہ لاسکنے کی وجہ سے واپس آنا پڑا۔ تین دن بعد پھر روضہ مبارک کا دیدار ہوا۔ اب بھی دیواروں کی وہی حالت تھی لیکن آنکھوں میں کچھ تباہ آنکھی تھی اس وجہ سے نظر حضور پاک ﷺ کے قدموں تک پہنچ گئی لیکن چہرہ مبارک کو نہ دیکھا جاسکا اور پھر کئی دنوں کے بعد آخر نظر چہرہ مبارک پر نکل ہی گی پھر ایسی لٹکی کہ ہٹنے کا نام ہی نہ یقین۔ مجبوراً اپسی ہوتی اور یہ شعر دل میں گونجتا رہتا۔

ہم مدینے سے اللہ کیوں آگئے
قب سیداں کی تسلیں ویں رہ گئی

اس وقت پلہ گاہ پر کوئی چھت نہیں تھی رات کو باش ہوتی رہی اور میں بھی گتار ہاصح مطلع صاف ہو گیا دل چاہتا ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ ایک کپ چاہے ہے پلا دے۔ سامنے رمضان کا ہوٹل ہے چاٹے بن رہی ہے لوگ پی رہے ہیں اور میں خیالات میں غرق ہوں کہ تیرے مال باپ، بہن، بھائی، اولاد کا رو بار سب کچھ ہے لیکن آج تیرے پاس ایک اٹھنی بھی نہیں کہ چاٹے کی پیاپی پی سکے۔ مجھے اپنی بے بسی پر خیال آیا اور ساتھ دو چار آنبوہ ہے گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور زبان پر ہاتھ رکھ کر دعا کے لئے اشارہ کیا۔ رمضان بھی پہنچ گیا۔ اس نے بتایا کہ ایک سال سے اس کی زبان بند ہے ہر علاج کیا ہر دربار پر گئے مگر زبان کھل سکی میں نے ویسے ہی کاغذ پنسل منگو اکر آیت الکری لکھ دی کہ اسے پلا دو۔ وہ شخص پانی پیتے ہی بولنا شروع ہو گیا۔ اسی وقت لال باغ میں نعرے لگے اور چاٹے بلکھوں کا ڈھیر لگ گیا اور میرے آنسو پھر جاری ہو گئے کہ اے ماں لک تیر اشکر ہے کہ ایک ناچیز بندہ کو اس قابل بنا دیا اس واقعہ کے بعد لوگ میری بہت عزت کرتے اور ضرورت کی ہر چیز بغیر طلب کے ملنا شروع ہو گئی چار سال پھٹا پر انہوں اتر اور نیا کرتا اور پا جام زیب تن ہوا۔ ہر ہوٹل والے کی خواہش ہوتی کہ چاٹے اور کھانا بیہیں سے کھائے لوگ بھی دور دور سے دیکھنے کے لئے آتے۔ گھر کا دیسی گھنی مکھن اور ملخانی وغیرہ لے آتے۔

ایک رات چشموں کی طرف سے اللہ ہنوکی آواز آنے لگی جمکھا کوئی طالب اللہ ہو گا جا کر دیکھتے ہیں چاندنی رات تھی ایک ادھیر عمر کا آدمی ادھر ادھر سے بے خرذ کر میں مشغول تھا، جب اللہ کہتا تو آسمان کی طرف ہاتھ پھیلاتا۔ جب ہنور کتا تو دنوں ہاتھوں کو اپنے منہ کی طرف لے آتا جیسے منہ میں کوئی چیز ڈال رہا ہو۔ میں کافی دیر تک اس انوکھے طریقے کو دیکھتا ہا اور پھر واپس چل گاہ میں آگیا تھوڑی دیر میں قریبی مسجد سے فجر کی اذان بلند ہوئی مسجد میں گیا، ہی رات والا ذا کر نماز پڑھ رہا تھا میں نے بھی جلدی جلدی نماز پڑھی تاکہ اس سے کچھ راز معلوم کر سکوں اس سے پوچھا آپ رات کو ڈکر کر رہے تھے اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا یہ ذکر کرنے عصے سے کر رہے ہیں۔ کہنے لگا بارہ تیسرا سال ہو چکے ہیں پوچھا یہ طریقہ کو نہیں ہے کہنے لگا جب ہاتھ اوپر اٹھایا تو تصور یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو پکوڑ رہا ہوں جب ہاتھ منہ کی طرف لایا تو تصور یہ ہوتا کہ اللہ میرے منہ میں چلا گیا ہے۔ پوچھا یہ طریقہ کس نے سکھا یا اس نے کہا ایک ملنگ ملا تھا اس نے اس طرح بتایا پوچھا کوئی کامیابی ہوئی کہنے لگا دل تک تو بھی ذکر نہیں پہنچا لیکن اتنا ضرور ہوا کہ جب خانہ کعبہ میں اذان ہوتی ہے تو مجھے یہاں سنائی دیتی اس نے بتایا کہ مجھیرا ہوں۔ ماچھی کوٹھ کے سامنے میری جھونپسڑی ہے جس میں میرے یہوی بچے موجود ہیں۔ میں دن کو مچھلیاں پکڑتا ہوں اور رات کا کثر حصہ اسی طرح ذکر میں گزارتا ہوں تین ماہ کی بات ہے میری کششی میں ایک خوبصورت عورت اکیلے میں بیٹھ گئی میں نے بے خودی سے اس کی انگلی پکڑ دی اس واقعہ کے بعد وہ اذان کی آواز ختم ہو گئی میں تو یہی سمجھا کہ بارہ سال کی محنت ایک پل میں خالع ہو گئی اس کی آنکھوں میں آنسو آئے اور ایک طرف چل دیا۔

لال باغ میں دن کو زائرین آتے اور رات کو طالب اپنی قسمت آزماتے۔ ایک رات جب کہ میں اپنے ذکر میں مشغول تھا چل گاہ سے باہر حق اللہ کی صد ابلند ہوئی تھوڑی دیر تک حق اللہ ہوتا رہا پھر ایسے لکھیے کوئی کسی کوڑنے مار رہا ہوا اور پھر گالیاں لکنے کی آواز آنے لگی ساری رات بے لطفی میں گزری۔ صبح جب چل گاہ سے باہر نکلا دیکھا کافی ضعیف آدمی لیٹا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر بیٹھ گیا اور اپنی طرف بلا گالیا اور کہنے لگا تو ساری رات ذکر کرتا ہے کیا تجھے رکاوٹ نہیں ہوتی میں نے کہا پہلو تو بھی نہیں ہوئی لیکن آج آپ کے آنے سے ہوئی، کیونکہ تم بھی زمین پر ڈنڈے مارتے اور کھجی گالیاں دیتے تھے کہنے لگا بخدا میں تمہیں گالیاں نہیں دے رہا تھا بلکہ جب میں ذکر کرتا کچھ آدمی

ڈنڈے لے کر آتے اور مجھے مارتے اور پھر میں ان کو اپنے ڈنڈے سے مارتا پھر وہ مجھے گالیاں لکتے اور میں ان کو بکتا۔ عرصہ چھ سال سے یہی حال ہے سوچا کہ چلدا گا پر قسمت آزماؤں لیکن کم بخت یہاں بھی پہنچ گئے۔ میں نے کہا کوئی مرشد پکڑو جوان سے منٹے کہنے لگا ظاہر میں تو کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو اس راستے پر چلا سکے۔ ایک دن میں مرید ہونے کے لئے غار کے پاس والے مزار پر گیا۔ راستے میں آواز آئی میں ہی تمہارائے کافی ہوں۔ میں نے سمجھا اللہ تعالیٰ کی آواز ہے اور پھر میں نے بھی بھی مرشد کے بارے میں نہ سوچا۔ تقریباً ایک ماہ تک بڑے میاں اسی طرح شور شرaba کرتے رہے ایک صبح دیکھا کہ بڑے میاں آسمان کی طرف ٹکلٹکی باندھ ہوئے ہیں ظہر تک اسی حال میں رہے لوگوں کا خیال تھا کہ دیدارِ الہی میں پہنچ گئے میں عصر کے وقت کچھ سائے نظر آئے جو بڑے میاں کو باندھ کر دریا کی طرف لے جا رہے تھے اور بڑے میاں کو دریا میں گردادیا۔

لوگوں نے ان کو دریا سے نکلا اُن کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ مجھے فوراً دربار شریف لے چلو۔ یہاں شیطانوں نے پریشان کر دیا ہے لوگ انہیں ٹانگے میں ڈال کر سہوں شریف لے گئے اور بڑے دروازے کے نزدیک ہی ان کو ٹھاڈیا۔ یہاں ان کی حالت کچھ بھلی لیکن شاخت کاماد و ختم ہو گیا اور کچھ دنوں کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

ایک دن باغ میں ایک لمبات زنگا عمر رسیدہ شخص آیا اور مجھے گھور نے لگا اور پھر چشموں کی طرف چلا گیا۔ تقریباً تین بجے شب وہ دوبارہ آیا۔ انہیں میرے میں اس کی آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں جوں جوں قریب آتا جسم میں سنسنی پھیل جاتی تھی کہ بالکل ہی دو تین فٹ کے فاصلے پر آگئیں نے دیکھا کہ میرے سینے کے ذکر بہت ہی تیز ہو گئے اور سینے سے ایک سفید رنگ کا شعلہ نکلا جو اس کے جسم پر پڑا اور وہ اس شعلے کی تکلیف سے چند قدم پیچے ہٹ گیا۔ اب اس نے پتھرا لٹھا کر مجھے مارنے شروع کر دیئے۔ اب میری شکل کا ایک اور آدمی اس کے سامنے آگیا اور میں اس کی نظروں سے او جھل ہو گیا۔ وہ میرا کوئی جسم تھا وہ آدمی کچھ پڑھ کر جسے پر پھونکتا تو آگ کے شعلے نکلتے اور جسے کو تکلیف ہوتی اور جسے کچھ پڑھ کر اس پر پھونکتا تو اس کو تکلیف ہوتی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ ایسا ہوتا ہا اور پھر اس کے منہ سے لگتا آگ نکلا شروع ہو گئی اور جس سے فوراً کچھور کے درخت پر پرندے کی طرح اڑ کر بیٹھ گیا اس کے منہ کی آگ وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھی اس لئے اس نے درخت پر پتھر بر سانا شروع کر دیئے اور کوئی بھی پتھر جسے کو نہ لگا تھی کہ غصے میں آ کر اس نے درخت پر چڑھنا شروع کیا اور جب وہ جسے کے قریب پہنچا تو جسہ شاپین کی طرف پرواز کر گیا اور وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ سارا کمال میرے ظاہری جسم کا ہے اور پھر جیرانی و پریشانی کی حالت میں وہ باغ سے باہر چلا گیا۔ اس واقعے کے بعد میرا جسے کئی لوگوں کو ظاہر میں ملنا شروع ہو گیا لوگ مجھے سہوں دیکھتے جب لاں باغ آتے تو یہاں بھی موجود پاتے اور پھر میری شکل کے (۹) انسان ظاہر ہوئے جب ذکر کرتا حلقة بنایا کر بیٹھ جاتے اور جب نماز پڑھتا تو مقنڈی بن جاتے۔ جب میں سوتا میری حفاظت کرتے اور نماز کے لئے جگاد دیتے اور بعد میں ان ہی جھوٹوں نے خدمت خلق کا کام انجام دیا یعنی جنات کے مریضوں کے جنات پکڑتے کشف والوں کی رہبری کرتے اور میرے عقیدت مندوں کو خواب یا ظاہر میں میرا کوئی پیغام پہنچاتے۔ جن لوگوں کا اسم ذات کا ذکر دیا جاتا ان کے دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ ملانے کی کوشش کرتے۔ اس طرح ہزاروں کے قلب اسم ذات سے منور ہوئے۔

ایک دوپہر کو میں چشموں کی طرف چلا گیا راستے میں ایک نوجوان عورت لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بڑی عاجزی سے پکارا کہ سائیں بابا اور حرام۔ میں اس کے قریب چلا گیا اور پوچھا کہ تم اس دیرانے میں ایکنی کیوں اور کیسے آئی ہو۔ وہ رو نے لگی اور کہا میری کوئی اولاد نہیں ہے دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے ایک فرزند دے دے میں نے کہا میں ابھی دعاؤں کے قابل کہاں ہوا۔ پھر کہنے لگی اپھا باتھ لگا کردی کھوکھ پیٹ میں بچہ ہے یا نہیں۔ میں نے کہا کسی عورت کو دکھانا کہنے لگی اس وقت تم ہی سب کچھ ہوا اور پھر بانہوں سے لپٹ گئی اس کی آنکھیں بلور کی طرح چمک رہی تھیں اور میں بانہوں سے چھڑانے کی کوشش کرتا رہا لیکن اس کی گرفت سخت تھی۔ آخر میں نے عاجزی سے کہا اے محترمہ مجھے چھوڑ دے۔ میں اس وقت چلے میں ہوں اور جلالی اور جمالی پر ہیز کی وجہ سے دنیا کو چھوڑے ہوئے ہوں۔ کہنے لگی مجھے اس سے کیا اور پھر گریبان بھی پکڑ لیا۔ اتنے میں تین چار آدمی چشموں کی طرف سے آتے ہوئے دھکائی دیئے اور اس نے مجھے چھوڑ دیا اور میں باغ میں واپس پہنچ گیا۔ اب اس عورت نے بھی باغ میں ڈیر الگ لیا دن کو میرے آگے پیچھے گھومتی رہتی لیکن رات کو کہیں نظر نہ آتی ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا ایک رات وہ چل گاہ میں پہنچ گئی اور مجھے چھپڑ نے لگی۔ پاس ہی قرآن مجید پڑا ہوا

تھا۔ اسے اٹھا کر چینئے لگی میں نے جلدی سے قرآن مجید اس کے ہاتھوں سے چھینا۔ اب وہ مجھ سے پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی اور میں اسے دھکے دے کر باہر زکا لئے کی کوشش کر رہا تھا۔ اپنے اس کی صورت بدلتا شروع ہو گئی غور سے دیکھا جاتے ایک گوری نوجوان حسینہ کے کالی کلوٹی لاغزی بڑھا نظر آرہی تھی جس کا پھرہ پچکا ہوا اور لمبے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے میں گھبرا یا سردی کے موسم میں پہنچنے چھوٹا خیریت اس میں سمجھی کہ چلہ گاہ سے بھاگ جاؤ۔ بھاگ اور مستانی کی جھونپڑی میں چلا گیا۔ مستانی ایک بڑی سی روی میں اس کی رویہ کراں کے قدموں کی طرف لیٹ گیا وہ عورت شیرنی کی طرح میرے پیچے بھاگی۔ جھونپڑی کی طرف بھی آئی۔ مجھے کہیں نہ پا کرو اپس چلی گئی اور اس واقعہ کے بعد دوبارہ کبھی بھی نظر نہ آئی۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد مستانی نے کروٹ بدی اس کے پاؤں میرے سر کو لگے اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے کھاڑ رونہیں میں خود ہی ہوں۔ کہنے لگی آج رات کیسے آگئے میں نے کھاو لیسے ہی۔ پھر پوچھا شاید سردی لگی۔ میں نے کہا پتہ نہیں اس نے سمجھا شاید آج کی اداوی سے مجھ پر قربان ہو گیا ہے اور میرے قریب ہو کر لیٹ گئی اور پھر سینے سے چٹ گئی۔ ایک آفت سے بچا دوسری آفت میں خود بچنا۔ میں نے ہٹنے کی کوشش کی ایسا لگا جسم میں جان ہی نہیں چپ چاپ لیتا سو چتار ہافقر کے لئے دنیا چھوڑی۔ لذات دنیاد چھوڑے اپنی خوب رو یوں چھوڑی جگل میں ڈیرا کیا لیکن شیطان یہاں بھی پہنچ گیا۔ اب اللہ تعالیٰ ہی حامی و ناصر ہے کچھ دیر بعد صبح کی اذان ہوئی، جسم کو زبردست جھٹکا لگا جیسے کی نے بٹھا دیا ہواں کرنٹ کو مستانی نے بھی محوس کیا اور اس جھٹکے کے ساتھ مستانی کے ہاتھ بھی سینے سے ہٹ گئے اور میں چلہ گاہ میں چلا گیا۔

اب تھوڑا سا مستانی کا واقعہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلے دن جب لال باغ پہنچا تو کوئی ناص ریل پیل تھی، چلہ گاہ پر محمد اوقاف کا ایک خادم موجود تھا۔ مغرب کے وقت سب لوگ چلہ گاہ چھوڑ کر پلے گئے۔ جب میں مغرب کی نماز اور فاتحہ سے فارغ ہوا تو وہی مستانی میرے پاس آئی اور بڑے اخلاق اور پیار سے کہا بھائی اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ ہم حاضر ہیں اور مجھے اپنی جھونپڑی میں لے گئی اور ابلے ہوئے نمکین چاول کھانے کو دیئے اور پھر ایک بھنگ کا گلاس پیش کیا۔ جسے میں نے قبول نہ کیا۔ کہنے لگی تو زیارتی ہے یا فقر کے لئے آیا ہے میں نے کہا فقر کے لئے آیا ہوں۔ کہنے لگی فقیر لوگ بھنگ چرس پیتے ہیں۔ میں نے کہا یہ نہ شہ ہے جو شریعت میں حرام ہے کہنے لگی کیا تو نے حضرت خضراء روسی کا واقعہ نہیں سننا۔ موئی شریعت کے عالم تھے اور خضراء ریقت کے فقیر تھے جو موئی کے نزدیک گناہ تھا وہ خضراء کے نزدیک کا ثواب تھا۔ ان ہم فقیر اسے کیوں پیتے ہیں جب دنیا کا خیال اور عزیزوں کی یاد تاتا ہے تو ہم بھنگ یا حصرس پی لیتے ہیں، ان کے پینے سے سب خیالات کافور ہو جاتے ہیں اور اللہ ہی یاد رہتا ہے دوسری بات لوگ ہمیں فقیر سمجھ کر ہمارے پیچے لگ جاتے ہیں اور ہمارے اس فعل سے وہ متفرق ہو جاتے ہیں اور ہمیں بھی ملامت ملتی ہے جو ہمارے لئے سلامتی ہے قلندر پاک نے میری ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ تم جیسے طالبوں کی خدمت اور رہبری کرو۔ تیری ایک یوں ہے جس کا رنگ سفید ہے اور جسم ذرا موٹا اور قد درمیا نہ ہے تیرے تین پچے میں جن میں سے ایک کا تیرے آنے کے بعد انتقال ہو چکا ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔ تیرے مکان کے تین کمرے میں اور سجن میں شہتوت کا درخت ہے جو کمرہ مشرقی ہے اس میں بغیر اڑھی کے تیسرا فٹولہ کا ہوا ہے۔ کیا اب بھی تجھے محمد پر یقین نہیں، کیا کچھ اور کہوں۔ میں نے کہا بس اور سوچتا ہوا چلہ گاہ کی طرف چلا گیا کہ یہ عورت تہا بے خوف اس جھونپڑی میں رہتی ہے جبکہ چاروں طرف ویرانی اور سناٹا ہے اور جو کچھ اس نے بتایا ہے وہ بھی صحیح ہے۔ صرف پچے کے انتقال کے بارے میں مجھے شک ہے یہ عورت چلہ گاہ کی خدمت بھی کرتی ہے۔ یہاں استدرج کا کیا کام ضرور کوئی اللہ والی ہو گی۔ میں دن کو بھی بھی اس عورت کے پاس چلا جاتا وہ بھی عجیب و غریب فقر کے قصے سناتی اور بھی قہوہ اور بھی کھانا بھی کھلادیتی۔ باغ میں آنے کے بعد اڑھائی سال بعد میری ملاقات سہوں شریف میں ایک رشتہ دار سے ہوئی مختصر سی ملاقات میں انہوں نے بتایا تو یہاں فقیری ڈھونڈ رہا ہے گھر میں تیرا امامت ہو چکا ہے۔ تیری خالہزاد بہن اور چھوٹا بچہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ تیرے ماں باپ، بہن بھائی سخت پریشان ہیں ہو سکتا ہے اسی ماہ تیری یوں کا نکاح تیرے چھوٹے بھائی سے کر دیا جائے تو گھر میں جایا اپنی خیریت کی خبر دے۔ کچھ گھر کی یاد دو بارہ آنے لگی اور مستانی پر بھی میرا اپنکتنہ یقین ہو گیا کہ اس نے پچے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا صحیح

نکلا۔ ہون شریف سے سید حامستانی کی جھوپڑی میں پہنچا اور لیٹ گیا۔ اتنے میں متانی با ادب کھڑی ہو گئی اور مجھے بھی کھڑے ہو نے کا اشارہ کیا۔ میں بھی متانی کی طرح با ادب کھڑا ہو گیا۔ متانی نے کہا کہ قلندر پاک اور بحث شاہ والے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ریاض کو گھر کی یاد تاری ہے۔ کافی کوشش کرتا ہے کہ بھول جاؤں مگر بھول نہیں پاتا۔ اس کو ایک گلاس بھنگ کا پلا دوتا کہ ذہن سے سب خیال بدل جائیں اس کے بعد متانی نے جھک کر سلام کیا اور بیٹھ کر بھنگ کو ٹٹنے لگی۔ اس کا خیال تھا یہ اب ضرور بھنگ پینے گا لیکن وہ بھنگ کو ٹتی رہی اور میں چل دکاہ کی طرف چل دیا۔ آج چلہ گاہ میں جب ذکر سے فارغ ہوا تو انگلہ آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں ایک بزرگ سفید ریش چھوٹا قدم میرے سامنے موجود ہے اور بڑے غصے سے کہہ رہا ہے کہ تو نے بھنگ کیوں نہیں پی۔ میں نے کہا شریعت میں حرام ہے۔ اس نے کہا شریعت اور عرش میں فرق ہے کوئی بھی نہ جس سے فتن و فحور پیدا ہو ہیں بیٹی کی تمیز نہ رہے خلق خدا کو بھی آزار ہو واقعی وہ حرام ہے اور جو شہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے، یکوئی قائم رہے خلق خدا کو بھی تکلیف نہ ہو وہ مباح بلکہ جائز ہے۔ پھر اس نے کہا قرآن مجید میں صرف شراب کے نشے کی ممانعت ہے۔ جو اس وقت عام تھی بھنگ چرس کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا صرف علماء نے اس کے نشے کو حرام کہا ہے اگر بات صرف نشے کی ہے تو پان میں بھی نہ ہے تمباکو میں بھی نہ ہے عورت میں بھی نہ ہے دولت میں بھی نہ ہے تو پھر سب نشے ترک کر دو۔ اب وہ بزرگ بھنگ کا گلاس پیش کرتے ہیں اور میں پی جاتا ہوں اور اسکو بے حد لذتیں پایا۔

سوچتا ہوں بھنگ کتنا ذائقہ داشربت ہے۔ خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا جب آنکھی تو سورج چڑھ چکا تھا، اب میرے پاؤں خود مندوہ متانی کی جھوپڑی کی طرف جانے لگے۔ متانی نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور کہا رات کو بحث شاہ والے آئے تھے اور تمہیں بھنگ پلا کر چلے گئے۔ تم نے ذائقہ تو چکھ لیا ہو گا یہی ہے شراب طہورا۔ متانی نے کہا بحث شاہ والے حکم دے گئے ہیں اس کو روزانہ ایک گلاس الائچی ڈال کر پلا یا کرو۔ میں سوچ رہا تھا پیوں یا نہ پیوں کچھ بھجھ میں نہیں آرہا تھا یونکہ کچھ بزرگوں کے حالات متابوں میں پڑھے تھے کہ ان کی ولایت مسلم تھی لیکن ان سے بظاہر کمی خلاف شریعت کام سرزد ہوئے جیسا کہ مس سر کار کا بھنگ پینا، لال شاہ "کانوار اور چرس پینا، سد اسہاگن" کا عورتوں سال بس پہننا اور نماز نہ پڑھنا امیر کلال کا کہبی کھیلنا، سعید خزاری کا گتوں کے ساتھ شکار کرنا، خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا، قلندر پاک "کانماز نہ پڑھنا۔ دار الحی چھوٹی اور موچھیں بڑی رکھنا۔ حتیٰ کہ قص کرنا۔ بعده بصری کا طواں نہ بن کر بیٹھ جانا۔ شاہ عبد العزیز" کے زمانے میں ایک ولیمیہ کا نیشنگ تک گھومنا لیکن سخی سلطان باہو نے فرمایا تھا کہ با مرتبہ تصدیق اور نقابیہ زندیق ہیں۔ مجھے بھی ماسوائے باطن کے ظاہر میں کچھ بھی تصدیق کا ثبوت نہ تھا خیال آتا کہ کہیں پی کر زندیق نہ ہو جاؤ۔ پھر خیال آتا کہ اگر با مرتبہ ہوا تو اس لذی نعمت سے محروم رہوں گا۔ آخر یہی فیصلہ کیا ہوڑا سا حکم لیتے ہیں اگر رات کی طرح لذی ہوا تو واقعی ہی شراب اٹھو رہی ہو گا۔

آج متانی میرے اقرار پر بہت خوش ہے اس نے بھنگ میں پتہ با ادام اور الائچی بھی ڈالی ہے۔ گلاس با تھوں میں لیتا ہوں ہاتھ کا نپتے ہیں اور اوپر کو نہیں اٹھتے ہمت کر کے منہ تک لے آتا ہوں۔ دیکھتا ہوں چھپکی نما کیڑے شریعت میں نیچے اوپر ہو رہے ہیں میں نے گھبرا کر گلاس رکھ دیا اور انہ کر چپ چاپ چلا گیا۔ متانی میری اس حرکت سے سخت ناراضی ہے کہی دن تک مجھ سے بات نہیں کری اور میں نے بھی جھوپڑی میں جانا چھوڑ دیا گھرم کی نو تاریخ ہے۔ متانی نے مجھے بلا یا اور حضرت امام حسینؑ کی یاد میں گلے سے لگا کر رونا شروع کر دیا۔ اتنا رو تی ہے جیسے اس جیسا غم خوار دنیا میں کوئی نہ ہو گا اور ان کی یاد میں میرے بھی آنسو ہے شروع ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد میں اور متانی پہلے سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ وہ ہربات پر بھائی بھائی کہہ کر پکارتی اور بھی سر کو دبا بھی دیتی۔ اب وہ بالکل بھنگ کے لئے مجبور نہیں کرتی بلکہ میری موجودگی میں خوب بھی بھنگ نہیں پیتی۔ کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں عجیب سی مستی چھا جاتی۔ پھر مختلف اداوں سے باتیں کرتی، سیاہ چہرے کو آٹے سے سفید کرتی۔ لڑکیوں کی طرح اتراتی جبکہ اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی، کبھی میرے ہاتھ کو پکڑ کر سینے سے لگاتی اور بھی ناچنا شروع ہو جاتی اور میں اس کی عادت سمجھ کر نظر انداز کر دیتا۔

میں ساری رات چلہ گا۔ میں ذکر و فکر میں گزانتا اور ایک کپ قہوہ کے لائق میں متانی کی جھونپڑی میں چلا آتا۔ ایک دن میں نے محسوس کیا کہ قہوہ کا ذائقہ بدلا ہوا ہے متانی سے پوچھا کیا وجد ہے کہنے لگی چائے کی پتی صحیح نہیں ہے۔ دوسرے گھونٹ پر عجیب سی بمحسوس ہوئی اور میں نے قہوہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ قہوہ سے بھنگ کی بوآ رہی ہے۔ اس بوکو میں کبھی دفعہ متانی کی جھونپڑی میں محسوس کر چکا تھا اور اب قہوہ بھی پینا پلانا بند ہو گیا۔ دوسرے تیرے دن جھونپڑی میں جاتا اگر میرے سامنے قہوہ بنتا تو پی لیتا۔ مجھے اور متانی کو ایک جگہ رہتے تین سال سے زائد عرصہ ہو چکا تھا۔ تم دونوں ایک دوسرے سے منوس ہونگے تھے اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ اگر میں جھونپڑی میں نہ جاتا تو بردستی ساتھے لے جاتی اور کھانے کی چیز مجھے دیتی اور میں بڑی اختیاط اور دیکھ بھال سے کھا لیتا۔ گونگے کے واقعہ کے بعد گرد و نواح کے لوگ کافی تعداد میں میرے پاس آنا شروع ہو گئے کسی کو پانی دم کر کے دیتا کسی کو آیت الکری لکھ دیتا اب میں نے سوچا کہ جو عات خلق میں پھنس گیا۔ بہتر ہے کہ خلق سے نکلوں اور ایسی جگہ جاؤں جہاں کوئی بھی نہ ہو۔ صرف پانی ہو اور کچھ درخت ہوں جن کے پتوں سے پیٹ کو بہلا سکوں اور میں نے بلوجتان میں شاہ نورانی کے مزار پر جانے کا ارادہ کر لیا۔ متانی کو اپنے پروگرام سے آگاہ کیا۔ دوسرے دن متانی نے کہا مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ بھٹ شاہ چلی جا۔ متانی نے گلی میں تسبیحان لٹکائیں۔ ہاتھوں میں نکشوں لیا کانہ حوال پر ریلی اور کمر میں گودڑی سجائی اور پیدل سفر کو تیار ہو گئی جاتے وقت مجھے مصافی کیا پھر گلے سے لاکار و روکر کہنے لگی ہم لوگ بنصیب ہیں۔ ہسم بھی امت رسول میں لیکن شیطان کے قبضہ میں ہیں اور شیطان کی طرف سے تم ہیسے لوگوں کو بہکانے کے لئے ہماری ڈیوبیاں لگتی ہیں۔ مجھے کشف بھی شیطان ہی کی طرف سے ہے اور میں تمہارے جیسے کسی طالبوں کو مختلف طریقوں سے گمراہ کر چکی ہوں۔ تم پہلے شخص ہو جو میرے مکر سے بچ گئے۔ میرے لئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ نیک را پر چلنے کی توفیق دے کیونکہ عنقریب تمہاری ڈیوٹی دنیا میں لگنے والی ہے۔ بس اس ٹوٹی چھوٹی اور تجریب کا رحموم کی ایک نصیحت یاد رکھنا، عورت خواہ یہوی ہی ہو اس کو رازم دیں۔ مولوی خواہ بینا ہی ہو اس سے ہوشیار رہنا اور پولیس والا خواہ گہرا دوست ہی ہو اس پر اعتبار مرت کرنا اور بھی بھی خاص حالتوں میں ہمیں بھی یاد رکھنا۔ میں نے پوچھا تیر اگر بار، ماں باپ یارشہ دار کہاں کر رہتے ہیں۔ کہنے لگی مجھے خبر نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ لاہور شہر میں اپنے غاذ ان کے ساتھ کسی جگہ رہتی تھی۔ ماں کا پیارا بھی تھوڑا تھوڑا ایاد ہے چھوٹی ہی عمر میں کوئی شخص مجھے اٹھا کر لے آیا اور شکار پور میں ایک طوائف کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ اس طوائف نے مجھے ماں کا پیار دیا اور مکمل نگرانی میں رکھا۔ اس نے مجھے شراب بھنگ چرس سمجھائی اور جب ذرا میں جوان ہوئی تو میں بھی طوائف بن گئی۔ جوانی انہیں کہا ہوں میں گزاری۔ صدر ایوب نے کوٹھے بند کر دیئے چونکہ میں عمر رسید، بھی ہو گئی تھی کوئی پر سان حمال بھی نہ رہا گزارہ کے لئے بھیک مانگنا شروع کر دی لیکن وہ نشے جو منہ لگ چکے تھے میسر نہ آئے درباروں میں ان نشوں کی کھلی چھٹی ہے۔ محمد پولیس بھی فقیر سمجھ کر پوچھ گچھنہ ہیں کرتی۔ بس پھر فقر کا لباس پہننا۔ تسبیحان گلے میں لٹکائیں نکشوں ہاتھوں میں لیا اور یا علی کے نعرے مارنے شروع کر دیئے۔ شاہ طیف کے دربار پر جھاڑ و دینا شروع کر دیا، میرے پیشے کے کئی اور عورتیں مرد بھی وہاں موجود تھے جو کچھ زائزین سے نذر انہ ملتا کافیوں میں جاتے اور خوب آزادی سے بھنگ چرس پیتے۔ ایک دن بزرگ خواب میں آئے۔ پھر وہ حالت بیداری میں ملنا شروع ہو گئے جس کے متعلق وہ بات کہتے پوری ہو جاتی۔ بھی بھی مجھے روپے پیسے کی امداد بھی کرتے اور ان ہی کے حکم کے مطابق میں لال باغ میں تمہیں یہ کانے آئی تھی اتنا سمجھتی ہوں کہ وہ بزرگ نہیں میں بلکہ بزرگوں کے مقابل کوئی جنس ہے۔ میں نے کہا اس سے چھکارا کیوں نہیں حاصل کر لیتی اس نے کہا میں نے اس کا مامال کھایا ہے۔ باطن میں میری شادی اسی سے ہو چکی ہے۔ متانی خدا حافظ کہہ کر چلی گئی اور میں بھی ایک ہفتہ بعد سہوں سے حیدر آباد اور پھر کراچی کے لئے روانہ ہوا۔ شاہ نورانی کی بس کا پتہ کیا معلوم ہوا وہ دن کے بعد جائے گی۔ اسی اثناء میں روانی حکم ہوا کہ حیدر آباد واپس پلے جاؤ اور خلق خدا کو فرض پہنچاؤ میں نے کہا اگر دنیا میں واپس کرنا ہے تو اولین ڈینج دو۔ وہاں بھی خلق خدا ہے اور جب دنیا میں رہنا ہے تو پھر بال بچوں سے دوری کیا۔ حکم ہوا بال بچے یہیں منگولینا۔ جواب میں کہا ان کی معاش کے لئے نو کری کرنی پڑے گی۔ جب کہ میں دنیاوی دھندوں سے الگ تھلک رہنا چاہتا ہوں۔ جواب آیا جو اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں اللہ ان کی مدد کرتا ہے اور اللہ انہیں وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جس کا انہیں گمان بھی نہیں ہوتا۔

جام شوروں میں ٹیکٹ بک بورڈ کے عقب میں جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گئے اور ذر کفلی اور آسیب وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہ لوگ جو سہوں سے واقفیت رکھتے تھے آنا جانا شروع ہو گئے اور میری ضروریات کا وسیلہ بن گئے۔ اب یہاں بھی لوگوں کا تاثنا بندھا رہتا ہے کیوں نہیں پیچھے لگ گئی اور چھپ چھپ کر حرکات کا جائزہ لیتی تھی کہ ایک کیمرہ

بھی قریبی درخت پر فٹ ہو گیا۔ یونیورسٹی اور میڈیکل کے طلباء آتے۔ ذکر و فکر کی باتیں سنتے۔ ان کو بھی ذکر کا شوق پیدا ہوا پر نسل کو پتہ چلا جو دوسرے عقائد کا تھا ان کو سچتی سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے اور ایک دن پر نسل نے چوکیداروں کو حکم دیا یا جھوپڑی اکھاڑ دیا۔ ستعفی دے دو۔ صبح کے وقت کچھ چوکیدار میرے پاس آئے اور کہا ہمیں جھوپڑی اکھاڑ نے کا حکم ملا ہے۔ ہم نے کوئی مداخلت نہ کری اور جھوپڑی اکھاڑ کر سامان دور پھینک دیا۔

اب حیدر آباد سرے گھاٹ میں رہنے لگا۔ یہاں بھی لوگ آنا شروع ہو گئے لوگ بڑی عقیدت سے ملتے۔ سوچا کیوں نہ اس سے دین کا کام لیا جائے۔ سب سے پہلے عمر رسیدہ بزرگوں سے ذکر قلب کی باتیں کریں۔ انہوں نے تسلیم کیا اور خوب تعریف بھی کری لیکن عمل کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ پھر سوچا علماء دین سے مددی جائے کہی عالموں سے ملا۔ یہ لوگ ظاہر ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک ولایت بھی علم ظاہر ہی میں تھی بلکہ اکثر عالم عامل قسم کے مولوی پیر فقیر بنے یتھے تھے۔ بہت کم عالموں نے علم باطن پر صرف گردن بلائی اکثر مخالفت پر اتر آئے۔ پھر ان عابدوں زادوں سے بیزار ہو کر نوجوانوں کی طرف رخ کیا پوکنکہ ان کے قلب ابھی محفوظ تھے دلوں نے دل کی بات تسلیم کی اور انہوں نے عملہ لیکی کہا اور پھر وہ نسخرو حانیت بازا روں میں بکنا شروع ہو گیا پھر وہ نکتہ اسم ذات گلیوں محلوں اور مسجدوں میں گنجانجا پھر لوگوں کے قلبوں میں گونجا۔ جب اس کے خرید ارز یادہ ہو گئے تو نظام سنبھالنے کے لئے انجمن سرفوشان اسلام پاکستان کی بنیاد رکھی گئی اور پھر اس انجمن نے تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں قسلابوں کو لرز، ہزاروں کو گرماء اور ہزاروں کو چمکا دیا۔ اللہ تعالیٰ اس انجمن کو مزید ترقی دے اور اس کے کارکنوں کو اس کا دھن حاصلہ دے۔ (آ مین)

لطیف آباد میں ایک دن ایک مریض کو لایا گیا جس کو دورے پڑتے تھے اور جس کے متعلق مشہور تھا کہ غوث پاک کی روح مبارک اس کے جسم میں داخل ہوتی ہے لوگ اس سے کافی عقیدت رکھتے ہیں جب میں نے آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی تو اس کا پھر وہ سرخ اور آنکھیں بڑی بڑی ہو گئیں۔ کہنے لگا پہچانو میں کون ہوں۔ میں نے کہا خود ہی بتاؤ۔ کہنے لگا میں غوث پاک ہوں۔ کشف کے ذریعہ پتہ چلا کہ یہ ایک شیطان جن ہے جو غوث پاک بن کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتا رہتا ہے۔ اس قسم کے کئی مریض آئے۔ جن میں بہتات عورتوں کی تھی لطیف آباد نمبر 11 سے ایک بیس بائیس سال نوجوان لایا گیا، اس کی زبان میں یہی الفاظ تھے کہ میں مدرسول اللہ ہوں۔ گناہ کارو آؤ اپنے گناہ بخشو لا۔ وہ لڑکی وظیفہ سے رجعت میں آ گیا تھا۔ ایسے واقعات تو بہت میں لیکن ان کے بتانے کا مقصد یہی ہے کہ ہزاروں لوگ اس قسم کے دھوکوں میں بیتلہاں۔ ان دھوکوں سے بچنے کا واحد ذریعہ ذکر اسم ذات ہے۔

یونیورسٹی سے ایک مریضہ کو لایا گیا۔ بیماری کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہو چکی تھی ہر قسم کے علاج سے کوئی افاق نہ ہو رہا تھا کشف کے ذریعہ پتہ چلا کہ جنات نے اس کو مریضہ بنا رکھا ہے اس کے باور پی کھانے میں ایک آلو بیٹھا نظر آیا ہم نے آلو کو پکڑا اور ختم کر دیا۔ شام کو بے شمار جنات حملہ آور ہوئے اور آلو کی واپسی کام طالبہ کرنے لگے۔ ہمارے ساتھ بھی کافی سارے جنات اور مولکات تھے۔ مقابلہ شروع ہو گیا۔ کچھ ہمارا نقصان اور کچھ ان کا نقصان ہوا۔ وہ جاتے وقت کہہ گئے ہم پھر آئیں گے۔ صبح لاکھوں کی تعداد میں جنات بدرا واح اور خبیث قسم کی چیزیں حملہ آور ہوئیں۔ خوب مقابلہ ہوا اور پھر وہ شام چھنجے حملہ کرنے کو کہہ گئے۔ شام کو ان کے ساتھ ایک بھاری فوج تھی پتہ چلا کہ یہ فوج ابلیس ہے۔ اب بڑے زورو شور سے مقابلہ ہوا۔ دیکھا آسمان پر عجیب قسم کے جہاز ہماری فوج پر بمباری کر رہے تھے ہماری فوج بھی مورچوں سے ان پر بمباری کر رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ جنات کے پاس جہاں کہاں سے آ گئے اور یہ آنا فاناً مورچے کیسے کھد گئے اور یہ مشین گینیں غسیرہ کہاں سے آ گینیں۔ سمجھا شاید اسی دوران ہندوستان پاکستان کی یا یا عالمی جنگ چڑھ گئی ہے پھر سمجھا کہ شاید نظر کو دھوکہ ہو گیا ہے۔ اتنے میں ایک گولہ میری ٹانگ پر لگا زخم وغیرہ تو نہ ہوا البتہ ٹانگ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ اب وہ گولے موکلات کی مخلوق پر لگتے وہ زخمی ہو جاتے۔ زخمیوں کو کچھ موکلات اٹھا کر بزرخ کی طرف لے جاتے اور پھر وہ تھوڑی دیر کے بعد تندrst ہو کر آ جاتے، میں نے دیکھا میرے جستے بھی زخمی ہوئے اور انہیں اٹھا کر ایک زمین دوز کمرے میں لے جاتے وہاں باقاعدہ عربی لباس پہننے زیں اور ڈاکٹر موجود ہوتے جو ان کی مرہم پٹی کرتے اور جنات کو گولہ لگاتا تو وہ موقع پر ہی مر جاتے۔ دوبارہ زندہ نہ ہو سکتے تین دن یہ لڑائی جاری رہی اور آخر بغير جیت ہار کے ختم ہو گئی۔ لڑائی کے بعد

پتہ چلا کہ یہ اُبليس کا اور تمہارا مقابلہ ہے جتنا جلد ہو سکے عمل تکمیر پڑھو اور آج رات ہی عمل تکمیر پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ رات کو جنگل میں گیا قبر مبارک کا نقشہ بنایا اور اپنے چاروں طرف حصہ کر لیا اور حصہ سے لے کر حد نظر تک جنات اور مولکات پھیل گئے اور میرے سر پر بھی نگرانی کرنے لگے اذان کے بعد جب سورہ مزمل پڑھنے لگا تو ایک اونٹ حصہ کے اندر سے ہی زمین سے نکلا اس کی گردان بہت لمبی اور منہ بہت پوڑا تھا آہستہ آہستہ میرے سر کی طرف پکا اور میرا سر گردن تک اس کے منہ میں آگیا۔ باقاعدہ اس کے دانت مجھے اپنے گل میں چھے ہوئے محسوس ہوئے اور میں موت سے بے نیاز سورہ مزمل پڑھتا رہا۔ وہ دانت دبانے کی کوشش کرتا لیکن دانتوں کی صرف رگڑتی گردان پر محسوس ہوتی۔ جب سورہ مزمل ختم ہوئی تو ایسے لامبے کیسے نے اسے کوڑا مارا ہوا اور وہ چھیتا ہوا بجا گا۔ اس کی چیخ سے جنات اور مولکات ہوشیار ہوئے لیکن وہ کبھی نظر نہ آیا پتہ چلا کہ اُبليس اس عمل کی رکاوٹ کے لئے آیا تھا جو کامیاب نہ ہو سکا اب میری بہت بڑھی اور باطنی طور پر جنات اور مولکات کو ساتھ لیا اور اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ پھر اڑوں میں بڑے بڑے محل اور قلعے نظر آئے۔ وہاں کے پہرہ داروں سے مقابلہ ہوتا کاشتہ بھاگ جاتے لیکن اُبليس کہیں نہ ملتا۔ ایک دفعہ اس تک ایک قلعے میں پہنچ گئے لیکن وہ طواب نہ کراڑ گیا۔ ہم نے بھی اس کا تعاقب نہ چھوڑا۔ تین دن سے بھوکے پیاس سے تھے یہی دھن تھی کہ اُبليس کو پکڑ کر مارا جائے تاکہ ہر کسی کا چھٹکارا ہو جائے صحرائیں بیٹھا کوئی تدبیر سوچ رہا تھا۔ دیکھا کچھ بزرگ گھوڑوں پر سورا میری طرف آئے۔ کہنے لگے اور ہر کیا ڈھونڈتا ہے۔ میں نے کہا اُبليس کو پکڑ کر ختم کرنے کا ارادہ ہے وہ بہت نہے اور کہنے لگے ارے نادان توکس چکر میں لگ گیا اگر اس کام نہ ہوتا تو کیا ہم چھوڑ دیتے۔ بات میری سمجھ میں بھی آئی۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور واپس چھوپڑی میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے آپ کو منبوط کرنے کے لئے جھوٹوں کے ذریعے عمل تکمیر پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی رسالہ روحی شریف اور دعائے سیفی کا وظیفہ شروع کر دیا عمل تکمیر کا فائدہ یہ دیکھا کہ ہر دربار والے بزرگ نے ہماری مناسب امداد کری بلکہ ہمارا کوئی بھی شخص کسی دربار پر جانا اہل قبر اس کی مدد کرتے اور اس عمل کی وجہ سے کشف القبور کا سلسلہ پھیلا۔

رسالہ روحی شریف کا یہ فائدہ دیکھا کہ مصیبت کے وقت ہفت سلطانوں کی ارواح مدد کو پہنچتیں۔ دوسرا فائدہ یہ دیکھا کہ اگر کوئی آسیدب دم وغیرہ سے نہ بھاگتا اگر اس پر رسالہ روحی پڑھا جاتا تو ضرورتی ہٹ جاتا۔ تیسرا فائدہ رسالہ روحی کے پڑھنے والوں کو رجعت کا خطہ نہیں ہے۔ ایک رات لیٹا ہوا تھا ان چناؤ والے تیسرہ آدمیوں میں سے ایک آدمی میرے سامنے آگیا۔ اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا ایسا لگا کہ میرے اندر سے کوئی چیز پہنچ رہا ہے۔ میں نے چھوڑانے کی کوشش کی لیکن اپنے آپ کو بے بس پایا تھے میں ایک تلوار اس کے ہاتھ کی طرف بڑھی اور اس نے فرآہاتھ ہٹالیا اور کمرے سے نکل گیا۔ یہ توارد دعائے سیفی کا عمل تھا جو میری مدد کو پہنچا۔ میں نے ان تینوں عملوں پر کتنی بار مختلف طریقوں سے تجربہ کیا جو کامیاب ہوا اور پھر ان تین عموں کی اجازت اپنے ذاکروں کو دی تاکہ وہ بھی اس سے مستقید ہو سکیں۔

لطیف آباد میں رہتے ہوئے تین سال ہو گئے۔ ایک دفعہ یوی نے کچھ زیادہ ہی ستایا اور میں نے پھر جنگل کی راہ لی۔ لال باغ پہنچا تو دیکھا کہ باغ کے باہر بہت بڑی دیوار بن گئی ہے۔ رامنے بڑا گیٹ ہے۔ جو مقفل ہے۔ میں کوشش کے باوجود باغ میں داخل نہ ہو سکا۔ واپس ہو اور سڑک والے ہوٹل کے ملاز میں سے پوچھا کہ یہ دیوار کب سے بنی ہے۔ انہوں نے کہا کوئی دیوار وغیرہ نہیں ہے۔ ایک نے کہا میں ابھی ابھی باغ سے ہو کر آیا ہوں۔ میں سمجھ گیا اغلے کی اجازت نہیں ہے ہوٹل والے واقف تھے انہوں نے ہوٹل میں ہی بستر اکاڈیا اور میں سو گیا خواب میں دیکھا ہر قسم کے کھانے اور ہر قسم کے چل ایک جگہ ڈھیر لگے ہوئے میں کوئی صدادے رہا ہے۔

تیرا جنگل کا پلہ شہزادی میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور نعمتیں تیرے نصیبے میں لکھی جا چکی ہیں اب تیرا عروج عبادت سے نہیں بلکہ خدمت خلق سے ہے اب دنیا میں رہ کر اسم ذات کو پھیلانا ہے۔ یوی سے گزار کر کہ یہ بھی صبر کا اعلیٰ مقام ہے اگر تاب نہیں تو بیکث طلاق دے۔ اس دن کے بعد میری یوی کے مزاج میں تبدیل ہو گئی اور اس قسم کے چل اور کھانے لوگ پکا پکا کر کھلانے میں مصروف ہو گئے اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے۔

آج لطیف آباد میں پھر متانی کا خیال آیا، اور چاپا کہ اس کو اپنے پاس رکھلوں تاکہ اسے بھی راست مل جائے۔ پھر خیال ہوا۔ ایسا نہ ہو میری بیوی کو بھی موالن بن دے اور خیال ترک کر دیا لیکن تھوڑے دنوں کے بعد پھر اس کی یادتائی کہ اس نے بھی کچھ دن خدمت کی ہے اسے بھی کچھ نہ کچھ صلمہ ملننا چاہیے سہون شریف، بحث شاہ، جتنے شاہ نورانی سب جگہ اس کا پتہ کیا مگر اس کا کہیں بھی سراغ نہ ملا کیونکہ میں حلیہ سے اس کا پتہ کرتا کچھ اسے متانی اور کچھ لا ہوتا کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک دن لال باغ سے سہون کو جارہا تھا خلیفہ کے گھر کے سامنے چوتھے پر ایک چھوٹا سا مزار ہے۔ جب وہاں سے گزر ا تو صاحب مزار نظر آئے اور اپنی طرف بلایا۔ میں ان کی قبر کے پاس پہنچا اور فتحجہ پڑھی۔ سامنے ایک شخص جھاڑودے رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ چرس کے کش لگا رہا تھا اب وہ میرے بالکل قریب آگیا اور میں دھوئیں میں گھر گیا۔ صاحب مزار سے پوچھا ایسے لوگوں کو بھاگتے کیوں نہیں۔ کہنے لگے یہ موالی اور فاسن لوگ میں۔ ہم خود ان سے بیزار میں لیکن یہ صرف اس وجہ سے برداشت کئے ہوئے ہیں کہ اگر ہم نے انہیں دھکا دیا تو یہ لوگ شہروں میں جا بیسیں گے اور مخلوق خدا کو نقصان پہنچائیں گے اب میں ان کا راز لینے کے لئے ان کے قریب ہو گیا جہاں دو چار منگل بیٹھے نظر آتے بیٹھ جاتا وہ مجھے بھی اپنا ہی سمجھتے اور نئے میں ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جاتے معلوم ہوا کہ کوئی مفروضہ اور زیادہ تر سابق طوطاً نفوں کے دلال تھے۔

ایک دفعہ ذکر سے مستقیماً عالم بڑھا اور پھر وہ سکر و جذب میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ ہر وقت اللہ ہو کے ذکر اور تصور میں ڈو بارہتا سخت دھوپ میں پہاڑوں پر ادھر ادھر دوڑتا رہتا۔ نمازوں میں کوتاہی ہونا شروع ہو گئی داڑھی مونچھ سر اور بغلوں کے بال وغیرہ بہت بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ وہ روز کا نہانا بھی جاتا رہا۔ جسم سے بدبو گھووس ہونے لگی۔ بغیر وضو کے منہ دھونا بھی مصیبت بن گیا۔ وضو بھی دن میں ایک ہی دفعہ ہوتا منہ اور داڑھی پر خاک جمی رہتی اسی حالت میں چشموں پر بیٹھا خلا کو گھور رہا تھا کہ چند بزرگ تشریف لائے میں تعظیماً اٹھا ایک بزرگ نے بتایا کہ یہ پیران بیرون میں اور میں ان کے قدموں میں لپٹ گیا انہوں نے شفقت سے کمر پر رہا تھا پھیر اور کہا اس وقت جنات اور تجھ میں کچھ فرق نہیں کیا تو نے نہیں سنا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ اب تیرا جسم مکروہ ہو چکا ہے یاد رکھ

نپاک جسم سے نماز پڑھنا گناہ ہے
مکروہ جسم سے نماز پڑھنا تباہی ہے

صاف سترے جسم سے نماز پڑھنا نصف ایمان ہے اور جب باطن صاف ہو جائے تو نماز پڑھنا پورا ایمان ہے یعنی وہ حقیقت نماز مل جاتی ہے جو مومن کی معراج ہے اب درود شریف کثرت سے پڑھ۔ اس وقت تک پڑھ جب تک حالتِ جذب ختم نہ ہو اور پھر میں نے درود شریف کے دیلے سے سکر پے آغاز سے ہی قابو پالیا۔

ایک دفعہ جتنے شاہ نورانی "جانے کا اتفاق ہوا لہوت کی پہاڑیوں میں ایک غار ہے جہاں پھر کی اونٹی کے نشان بننے ہوئے ہیں غار کے ارد گرد میلوں تک کوئی آبادی نہیں ہے بڑی بڑی خوف ناک پہاڑیاں ہیں جہاں شیر اور چیتے گھومتے دیکھے گئے۔ ایک جو اسال شخص غار کے پاس تھا میں رہتا ہے اس نے غار کا راستہ دکھایا اور مغرب کا کھانا بھی کھلایا یعنی تقریباً دیڑھائچ مولیٰ روٹی کے نکوئے پیش کئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز ساتھ پڑھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ بھی کوئی تارک دنیا ہے۔

اتنے میں اس نے سگریٹ سلاگا یا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس سے نفرت ہونے لگی رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی۔ شخص ان ہزاروں عابدوں، زاہدوں، اور عاملوں سے بہتر ہے جو ہر نئے سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بخل، حسد اور تکبر ان کا شعار ہے۔

یہ شخص جس سے تو نفرت کری۔ اللہ کے دوستوں سے ہے عشق اس کا شعار ہے اور یہ نشہ اس کی عادت ہے جبکہ عشق بدعت کو جلاتا ہے۔ نظرِ رحمت گتنا ہوں کو جلاتی ہے۔ اور تکبر و بخل عبادت کو جلاتا ہے۔

بس پھر یہی سمجھا کہ

خدا ہے عقل و فہم سے دور
سمجھ جائے جس کو بندہ وہ خدا کیا

ایک دن میں نے اپنی آپ بیتی کا بغور مطالعہ کیا اور پھر شریعت کی رو سے دیکھا۔ ایک واقع ہے کہ غوث پاک کے زمانے میں ایک شخص بہت عبادت کرتا لوگ آپ سے پوچھتے کہ اسے کچھ مل گیا ہو گا۔ آپ فرماتے کچھ بھی نہیں۔ آخر ایک شخص کو تشویش ہوئی اور اس نے چوری پھرے اس عابد کی نگرانی شروع کر دی وہ عابد اپنی جگہ سے اٹھا ایک جھاڑی کے پیچھے گیا۔ جہاں افیون رکھی ہوئی تھی اس نے اس میں سے کچھ کھائی۔ یعنی نشہ کیا اس شخص نے سارا واقع غوث پاک کو منایا آپ نے فرمایا کہ نہ کرنے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

دوسراؤ اقعد اس کے بر عکس ہے کہ حضور پاک ﷺ کے زمانے میں ایک مسلمان شراب نوشی کے الزام میں پکڑا گیا۔ کوڑے لگاتے گئے دوبارہ پھر اسی الزام میں کوڑے لگاتے گئے۔ سہ بار جب اسی جرم میں لا یا گیا تو صحابہ نے کہا کہ اس آدمی پر لعنت ہو۔ جو بار بار اسی جرم میں آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت مت کرو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے عجیب ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور محبت رکھنے والا بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ پھر اس شخص بھی نشہ باز تھا جس کی عبادت رائیگاں بھی۔ دوسرا شخص بھی نشہ باز تھا جو جنت کا حقدار ہوا۔ پہلے شخص میں ابھی محبت پیدا نہیں ہوئی تھی لیکن دوسرے شخص کے دل میں محبت تھی کیونکہ وہ دیدار رسول ﷺ میں تھا معلوم ہوا اگر کوئی محبت و عشق کی منزل پالے تو اس کی بدعتوں کا کفارہ ہوتا رہتا ہے اور یہ منزل بغیر نظر اور قلب کے حاصل نہیں ہوتی۔

بہت سے اولیاء بھی مرتبہ کے بعد خلافِ شرع کاموں کا شکار ہوتے جیسے مظفر آباد میں سیہلی سرکار۔ نہ نماز پڑھتے، نہ داڑھی رکھتے وفات کے بعد مولویوں نے کہا کہ یہ بے دین تھا اس وجہ سے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے لیکن جب منہ سے کپڑا اٹھایا تو ریش موجود تھی مری میں لال شاہ ننگے بیٹھے رہتے۔ نوار کا نشہ کرتے رہتے اور نماز بھی نہ پڑھتے۔ لیکن جو کلام منہ سے نکلتے پورا ہو جاتا۔ سدا سہماں بھی عورتوں جیسا سرخ لباس اور چوڑیاں پہنتے۔ سخی سلطان باخو فرماتے ہیں کہ جب کوئی جسم عشق الہی سے نور ہو جاتا ہے، اگر حرام کا قمر بھی کھالے تو نور کی گرمی اس نجاست کو حلال بنادیتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بنی ﷺ نے تو ایسے نہیں کیا۔ جیسا کہ حال صحومیں رہتے ہیں کیونکہ ان سے دین کی تکمیل ہوتی ہے۔ ولی سکر اور جذب میں بھی آتے ہیں اگر ان میں کوئی خلافِ شریعت بات پیدا ہو جائے تو دین کا نہ کچھ بدلتا ہے اور نہ کچھ بگرتا ہے لیکن بنی ﷺ میں کوئی خلافِ شرع بات پیدا ہو جاتی تو وہ سنت بن جاتی اور دین میں خرابی کا باعث بنتی۔ امیرِ کلال ”پہنچن سے ہی کبڈی کھیلا کرتے تھے و لایت کے بعد بھی آپ کبڈی کا شوق فرماتے لیکن ان کے وصال کے ان کے خلیفوں نے ایسا نہیں کیا۔

اگر حضور پاک ﷺ کبڈی کھیلتے۔ آج امت اس کو بھی سنت بنالیتی یہی وجہ ہے کہ بتوت سکر و جذب اور گناہ و بدعت سے مبرأ اور معصوم ہے لیکن ولایت مبرأ نہیں۔ اگر کوئی ولی ظاہر و باطن میں مقام بکمالیت تک پہنچ جائے تو وہ بھی مبرأ ہو جاتا ہے اور اسی کے لئے حدیث ہے۔

”میرے عالم بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوں گے“

روحانی سفر کے معتبر ضمین کے سوالوں کے جوابات

نوٹ: مینارہ نور، تریاق قلب کے علاوہ روحانی سفر کی بھی کچھ انتشار پسند اور حاصل قسم کے علماء نے بیجا مخالفت کی صحیح الفاظ کے غلط معنی نکال کر اشتہاری پروپیگنڈہ کے ذریعے مشن کونسلشن پینچانے کی کوشش کی اس لئے عوام کی تسلی کے لئے ان کے اعتراضات کے جواب دیتے جا رہے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کتاب ”روحانی سفر“ میں زیادہ تر خواب مکاشفات اور الہامات میں۔ جوابتداء میں دوران سلوک وارد ہوتے کسی بھی مکاشفے یا الہام کو حق ایقین نہیں کہا گیا بلکہ صرف سمیت ہر شخص کی اپنی رائے ہے کہ کون سادرست ہے اور کون سا استدراج ہو گا خواب، مکاشفہ الہامات اگر غیر اخلاقی بھی ہوں تو وہ شریعت کی زد میں نہیں آتے۔

روحانی سفر صفحہ نمبر 33 پر اعتراض ہوا یہ کہ اس شخص نے حضرت رابعہ بصریؓ کو طوائفہ کہا ہے۔

جواب: حضرت رابعہ بصریؓ کا واقعہ کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ آپ کے والدین نے ایک قافیے والوں کو حضرت رابعہ بصریؓ کو فروخت کر دیا اور اس قافیہ والوں نے آپ کو ایک طوائفہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ طوائفہ نے آپ کو ایک کوٹھے میں بٹھا دیا ایک دن طوائفہ نے یہ محسوس کیا کہ جو شخص ایک مرتبہ انکے پاس آتا ہے دوبارہ ان کے پاس کیوں نہیں آتا۔ جب ایک شخص کمرے میں گیا کہرہ بند ہوا تو طوائفہ نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ وہ شخص جب حضرت رابعہ بصریؓ کے سامنے گیا نظروں سے نظریں ملیں اس پر بیت طاری ہو گئی اور بے اختیار اللہ اللہ زبان سے شروع ہو گیا۔ آپؓ نے اسے فرمایا جا تھے اللہ سے واصل کر دیا ہے اب اس کے عشق میں ترپتے رہنا اور آئندہ بھی بھی ادھر کا خیال نہ کرنا۔ جب یہ ماجرا طوائفہ نے دیکھا تو اس دل بھی لرز نے لگا اور وہ آپ کے قدموں میں گرگی اور معانی کی درخواستگار ہوئی کہ مجھے تیری غلتمت کا پتہ نہ تھا۔ آج سے تم آزاد ہو۔ حضرت رابعہ بصریؓ نے کہا کاش تو میر اراز نہ جانتی یہاں جو بھی آتا فقیر بن کے جاتا تاب تک میں چار سو قیر بنا چکی ہوں۔

مدد اف ثانیؓ نے صاحب فتوحات مکیہ کے حوالے سے اپنے مکتوبات شریف (حصہ پنجم ص 730، 731) میں لکھا ہے کہ شیطان لعین آنحضرت ﷺ کی اس صورت خاصہ کے ساتھ جو مذہب منورہ میں مدفن ہے ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس خاص صورت کے سوا اور جس صورت میں حضور ﷺ کو دیکھیں ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں! میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے احکام کا انذر کرنا اور مرنی کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دشمن لعین درمیان آگیا ہو اور خلاف واقع کو واقع کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والے کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہو اور اپنی عبارات و اشارات کو اس صورت علی صاجہا اصولۃ و السلام کی عبارات و اشارات کر دھایا ہو۔ (از ”مکتوبات شریف“ شائع شدہ مذہب پبلنگ پکنی کرائی)

نوٹ:

”روحانی سفر“ میں مستانی والا واقعہ قابل اعتراض ہے بے شک ہم سے آغاز میں اتفاق اور ناجھی میں شریعت کے خلاف کئی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ وہ صرف اتفاق ہی تھا نہ کہ ہمارا معمول اور عقیدہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے کچھ توفیق اور سمجھ دی تھی ہم نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی تو بہ کی تھی، اور بخشش کی دعا نہیں مانگی تھیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

آج مورخ 26 اکتوبر 1991ء شہر 11 بجی گاڑی کھانہ حیدر آباد میں علماء المسنّت حضرت مولانا مفتی احمد میاں برکاتی، حضرت مولانا قاری عبد الرشید نوری، اور انجمن سرفوشان اسلام کے مرکزی صدر جناب محمد عارف میمن صاحب، جناب وسیٰ محمد قریشی مرکزی ناظم اعلیٰ کے ماہین مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب، مرکزی کنسوینٹر پاکستان سنی اتحاد کی موجودگی میں ”روحانی سفر“ مینار نور اور ”روشناس“ کی بعض عبارات پر گلگو ہوئی باہی مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ مندرجہ ذیل عبارات کو باہی تفصیل تبدیل کر دیا جائے گا۔

نمبر 1۔ ”وہ ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے“ روحانی سفرص 36 اس عبارت کو یوں لکھا جائے گا۔.....
”انگی ولایت مسلم تھی، لیکن ان سے ظاہر تکنی غلاف شریعت کا منظر آتے ہیں“

نمبر 2۔ کچھ مسلمان شیخ صنیع ان اور کچھ مرزا غلام احمد کو ”نبی“ مانتے ہیں۔ روشناس ص 10 اس عبارت یوں لکھا جائے گا۔
کچھ انسان شیخ صنیع ان اور کچھ مرزا غلام احمد کو ”نبی“ مانتے ہیں۔

نمبر 3۔ یا اس کلمہ میں رد و بدل کیا، وہ سخت گمراہی میں پڑ گئے روشناس ص 10 اس عبارت کو یوں لکھا جائے گا۔.....
”یا اس کلمہ میں رد و بدل کی وہ کافر ہو گئے“

نمبر 4۔ مرزا نیت اور کچھ وہا بیت کا اثر ہو گیا۔ روشناس ص 16 اس عبارت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے گا۔.....
”مرزا نیت اور کچھ وہا بیت کا اثر ہو گیا تھا الحمد للہ یہ اثرات زائل ہو چکے ہیں۔“

نمبر 5۔ نفس نے اکسایا۔۔۔ چونکہ اب نفس کی شرارت ختم ہو چکی تھی اس لئے آپ کے منہ سے نکالنکر ہے کہ میری اولاد میں سے کوئی تو ہو گا جو اس مرتبہ پر فائز ہو گا۔ روشناس ص

9

اس ساری عبادت کو حذف کر دیا جائے گا۔.....

نمبر 6۔ ”او رخوک سے۔۔۔ آپ کے نفس کو تقویت پہنچانا شروع کی۔“ روشناس ص 8
اس عبادت کو حذف کر دیا جائے گا۔.....

نمبر 7۔ ”جس طرح وضو کے بغیر۔۔۔ خواہ سجدوں سے کمریوں نہ ٹیڑھی کر لیں۔“ روشناس ص 6
اس عبارت کو عبادت کو حذف کر کے مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کیے جائیں گے۔ ”اس طرح نماز کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے۔“

نمبر 8۔ ”ایک دن جب آدم علیہ السلام ایس نے کہا کہ اب یہیں رہ میرا یہی مطلب تھا۔“ مینارہ نورص 7-8
اس ساری عبادت کو حذف کر دیا جائے گا.....

یہ بھی طے پایا کہ:

1۔ اگر کسی صاحب کو مزید کسی عبارت میں شبہ پیدا ہو تو وہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب فیصل آبادی سے رابطہ کریں انشاء اللہ العزیز کتاب و سنت کی روشنی میں ہی اسے حل کر دیا جائے گا۔

2۔ آئندہ سے علماء اہلسنت اور انہم سرفوشان اسلام باہمی پیار و محبت سے رہیں گے اور مسلک اہلسنت و جماعت کامل کر دفاع کریں گے۔

